ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
47
مسلسل اشاعت کا
33واں سال
تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام
تنظیم اسلامی کا ترجمان
7 تا 13 جُمادی الاُخریٰ 1446ھ / 10 تا 16 دسمبر 2024ء

ہر قوم کو اصلاح کی مہلت دی جاتی ہے

کسی قوم یا تمدن کا نصب العین صحیح ہو یا غلط اسے اپنی ذہنی اخلاقی اور مادی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے اور انہیں پروان چڑھانے کی پوری مہلت دی جاتی ہے۔ جب صورت یہ ہو کہ اس کی تمام تر صلاحیتیں مطلوبہ انسانی ارتقاء میں منفی طور پر حائل ہوں تو پھر خالق کائنات کی طرف سے اس کے خاتمے کا فیصلہ صادر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اپنی فطری نمو کی تمام صلاحیتیں ختم کر لینے کے بعد اس میں زوال آنا شروع ہو جاتا ہے۔ تنزل اور انحطاط کے درجہ بدرجہ مراحل سے گزرتے ہوئے یہ قوم بالکلیہ صفحۂ ہستی سے ختم ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ ایک نئی تہذیب لے لیتی ہے:

''(اے پیغمبر ﷺ) ہم ان کو اور اُن کو سب کو تمہارے پروردگار کی بخشش سے مدد دیتے ہیں' اور تمہارے پروردگار کی بخشش (کسی سے) رُکی ہوئی نہیں۔'' (بنی اسرائیل:20)

''عنقریب ہم انہیں بتدریج (عذاب کی طرف) اس طرح گھیر لائیں گے کہ انہیں خبر بھی نہ ہوگی۔'' (الاعراف:182)

ان آیات قرآنیہ سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ کسی تہذیب کی موجودہ عظمت و بڑائی خواہ وہ کئی صدیوں پر محیط ہو اس بات کی ضامن نہیں ہے کہ اس کی نظریاتی بنیادیں صحت و سلامتی پر مبنی ہیں۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''(اے نبی ﷺ! ان سے) کہہ دیجیے کہ (چند روز) عیش کر لو پھر بالآخر تمہارا لوٹنا دوزخ ہی کی طرف ہے۔'' (ابراہیم:30)

''ہم نے ان (کافروں) کی کئی جماعتوں کو جو (متاع دنیا سے) بہرہ مند کیا ہے، تم اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھو!'' (الحجر:88)

چنانچہ اگر کوئی تہذیب غلط نصب العین اور باطل نظریہ حیات پر استوار ہے تو اسے جلد یا بدیر ختم ہی ہونا ہے۔ صرف اسی تہذیب اور قوم کی صلاحیتیں ہمیشہ قائم و دائم رہنے والی ہیں جس کے نظریات صحیح نصب العین یعنی خدائے برتر و بزرگ کے یقین پر مبنی ہیں۔ صرف انہی تہذیبوں میں ارتقاء کے ناقابل شمار اوصاف ہوتے ہیں۔ تمام باطل نظریات رکھنے والی تہذیبیں یکے بعد دیگرے اس مکمل اور ہمہ گیر عالمی تہذیب کے لیے جگہ بنانے کے لیے معدوم ہو جاتی ہیں۔

منشورِ اسلام
ڈاکٹر محمد رفیع الدین

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 430 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 44750 سے زائد، جن میں بچے: 18100،
عورتیں: 13800 (تقریباً)۔ زخمی: 105900 سے زائد

اس شمارے میں

چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اُٹھا کے چلے
سقوطِ ڈھاکہ کا سانحۂ فاجعہ
حکومت بوکھلاہٹ کا شکار کیوں؟
اسرائیل لبنان معاہدہ اور شام کی صورتحال
گراں ہو گئی حیات......
یہود کی مذہبی تحریفات اور معصوم مسلمان

اہلِ علم کی قارون کو نصیحت

سُورۃُ القَصَص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت : 80

وَ قَالَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ وَیۡلَکُمۡ ثَوَابُ اللّٰہِ خَیۡرٌ لِّمَنۡ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ لَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوۡنَ ﴿۸۰﴾

آیت ۸۰: ﴿وَقَالَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ﴾ ’’اور کہا اُن لوگوں نے جنہیں علم عطا ہوا تھا‘‘

اس معاشرے میں کچھ نیک سرشت لوگ اور اصحابِ علم وفہم بھی تھے جنہیں دُنیوی زندگی کے ٹھاٹھ باٹھ اور زیب و زینت کی اصل حقیقت معلوم تھی۔ ایسے لوگوں نے قارون کے ٹھاٹھ باٹھ سے متاثر ہونے والے لوگوں کو سمجھاتے ہوئے کہا:

﴿وَیۡلَکُمۡ ثَوَابُ اللّٰہِ خَیۡرٌ لِّمَنۡ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ﴾ ’’افسوس ہے تم پر! اللہ کا (عطا کردہ) ثواب (اس سے) کہیں بہتر ہے اُس شخص کے لیے جو ایمان لایا اور اُس نے نیک عمل کیے۔‘‘

یعنی تم خواہ مخواہ اس کی شان وشوکت کو حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہے ہو۔ اگر تم حقیقی ایمان اور عمل صالح کی شرائط پر پورے اترو تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا وآخرت میں جن نعمتوں سے نوازے گا وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہوں گی۔

﴿وَلَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوۡنَ ﴿۸۰﴾﴾ ’’اور وہ نہیں ملے گا مگر اُن لوگوں کو جو صبر کرنے والے ہیں۔‘‘

آخرت کا وہ اجر وثواب صرف انہی لوگوں کو حاصل ہوگا جو دنیا میں صبر وقناعت سے گزر بسر کرتے رہے اور اپنی ضروریات سے زیادہ کی ہوس سے بچتے رہے۔

درس حدیث

سفر سے جلد لوٹ آنا

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((السَّفَرُ قِطۡعَۃٌ مِّنَ الۡعَذَابِ یَمۡنَعُ اَحَدَکُمۡ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ وَنَوۡمَہٗ فَاِذَا قَضٰی اَحَدُکُمۡ نَہۡمَتَہٗ مِنۡ سَفَرِہٖ فَلۡیُعَجِّلۡ اِلٰی اَھۡلِہٖ)) (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’سفر ایک طرح کا عذاب ہے جس سے کھانے پینے اور سونے کے نظام میں خلل پڑتا ہے (پورا آرام نہیں ملتا)۔ اس لیے تم میں سے کوئی کسی کام کے لیے سفر کرے، وہ کام پورا ہو جائے تو پھر جلد اپنے گھر لوٹ آئے۔‘‘

تشریح: اس حدیث پاک سے یہ بات معلوم ہوئی کہ انسان کو بلا ضرورت سفر سے گریز کرنا چاہیے۔ سفر کی حالت میں انسان نہ تو صحیح طریقے سے آرام کرسکتا ہے اور نہ عبادات، اس لیے انسان کو حتی المقدور غیر ضروری سفر سے پرہیز کرنا چاہیے، اگر جانا بھی پڑ جائے تو جلد از جلد واپس لوٹنے کی کوشش کریں۔

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیمِ اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

7 تا 13 جمادی الاُخریٰ 1446ھ — جلد 33
10 تا 16 دسمبر 2024ء — شمارہ 47

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: خورشید انجم

مجلسِ ادارت: ● رضاء الحق ● فرید اللہ مروت ● وسیم احمد باجوہ ● محمد رفیق چودھری

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-78
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک.....800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
خورشید انجم

چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اُٹھا کے چلے

ہماری قوم اور خاص طور پر ہماری نوجوان نسل کا یہ المیہ ہے کہ اُنہیں پاکستان اور ملت اسلامیہ کے اصل مسائل اور حقائق سے جان بوجھ کر مخفی رکھا گیا ہے۔ آج کی نوجوان نسل میں سے ایسے کتنے لوگ ہیں جو اس بات سے آگاہ ہوں گے کہ 16 دسمبر کا دن پاکستان اور پاکستانی قوم کے لیے سیاہ ترین دن ہے۔ 1971ء کے دسمبر کی 16 ویں صبح جیسی شرمناک اور المناک صبح اللہ تعالیٰ کبھی بھی کسی قوم کے مقدر میں نہ لائے۔ ''دشمن کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دینا'' لکھ دینا یا بول دینا جتنا آسان کام ہے، کسی غیرت مند کے لیے یہ عمل اس سے بہت زیادہ مشکل اور اُس سے بھی زیادہ شرمناک ہے۔ آج بھی ہمیں ایسے بہت سے لوگ ملتے ہیں جن کے لیے 16 دسمبر کا دن یا سقوطِ ڈھاکہ کی یاد منانا بے کار کا کام ہے۔ یہ ذہنیت گزشتہ 53 سال میں دیدہ دانستہ تیار کی گئی ہے تاکہ بقول شاعر۔

چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اُٹھا کے چلے

پاکستان کے سادہ لوح عوام ہر اُس بات پر یقین کر لیتے ہیں جو اُنہیں پڑھائی جاتی ہے۔ نصاب میں ہمیں یہی پڑھایا گیا ہے کہ سقوط ڈھاکہ کے تین اہم کردار مجیب، بھٹو اور یحییٰ تھے اور تینوں کیفر کردار کو پہنچ چکے ہیں۔ سقوطِ ڈھاکہ کے بعد ذوالفقار علی بھٹو صدر اور سول چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر بنے تو اُنھوں نے پہلا کام یہ کیا کہ یحییٰ سمیت کئی سینئر جنرلز کو برطرف کر دیا، شیخ مجیب کو خصوصی فوجی عدالت کی جانب سے دی گئی سزائے موت منسوخ کی اور قوم سے نشریاتی خطاب میں وعدہ کیا کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور ہتھیار ڈالنے کے ذمہ داروں کے تعین کے لیے ایک آزادانہ کمیشن تشکیل دیا جائے گا۔

26 دسمبر کو حکومت نے چیف جسٹس حمود الرحمٰن، جسٹس انوار الحق، جسٹس طفیل علی عبد الرحمٰن اور لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ الطاف قادر پر مشتمل حمود الرحمٰن کمیشن بنایا جس نے 300 سے زائد گواہوں کے بیانات قلم بند کرنے کے بعد پہلی رپورٹ 1972ء میں اور دوسری رپورٹ 1974ء میں پیش کی۔

اس رپورٹ کے مندرجات یقیناً ایسے تھے کہ اُس سے ملک و قوم کو بے خبر رکھنے میں ہی طاقتوروں کی بقا مضمر تھی مگر چند سال پہلے کسی طرح سے وہ رپورٹ منظر عام پر آئی تو معلوم ہوا کہ عوام کو پڑھائی گئی معلومات اور اُس رپورٹ میں واضح فرق ہے، جبکہ ایک محدود طبقہ ایسا بھی تھا جس نے دعویٰ کیا کہ یہ تو وہی باتیں ہیں جو اس سے بہت پہلے وہ بیان کر چکے ہیں۔ کمیشن نے ذمہ دار افسروں پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلانے کی سفارش کی تھی مگر بوجوہ ایسا نہ ہو سکا۔ سقوطِ ڈھاکہ کے وقت جنرل یحییٰ خان صدر مملکت، چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر، وزیر دفاع و وزیر خارجہ تھے۔ بھٹو حکومت نے انھیں گھر میں نظر بند رکھا تاہم جنرل ضیاء الحق نے اُن کی نظر بندی ختم کر دی۔ 10 اگست 1980ء کو اپنے بھائی محمد علی کے گھر میں اُن کا انتقال ہوا اور آرمی قبرستان میں اُنہیں فوجی اعزاز کے ساتھ دفن کیا گیا۔

کمیشن نے چار میجر جنرلز، میجر جنرل محمد حسین انصاری (کمانڈر نو ڈویژن) میجر جنرل قاضی عبد المجید (کمانڈر 14 ڈویژن) میجر جنرل نذر حسین شاہ (کمانڈر 16 ڈویژن) میجر جنرل راؤ فرمان علی اور 19 بریگیڈیئرز کے بارے میں کہا کہ یہ اپنی کمزور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے سبب مزید عسکری ذمہ داریوں کے قابل نہیں۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ اُنہیں ریٹائر کر دینے کے بعد کسی نہ کسی طرح سے سول محکموں کا چارج دے دیا گیا۔ اس کے علاوہ رپورٹ میں کئی سول افسروں کا بھی ذکر موجود ہے جو اس سانحہ کے بعد بھی پاکستان کی سیاسی یا انتظامی مشینری کا کسی نہ کسی طور حصہ رہے ہیں۔ اس سب کے باوجود حیرت انگیز بات یہ ہے کہ سابق آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ جی ایچ کیو میں اپنے الوداعی خطاب میں ہمیں بتاتے ہیں کہ سقوطِ ڈھاکہ ہماری عسکری نہیں بلکہ ایک سیاسی شکست تھی جو سیاست دانوں میں کشیدگی اور مخالفت کی وجہ سے ہوئی۔ اس

میں کوئی شک نہیں کہ سیاست دان بھی اس سانحہ کے کسی حد تک ذمہ دار تھے۔ خصوصاً ذوالفقار علی بھٹو، جنہوں نے شیخ مجیب الرحمٰن کو ملنے والے عوامی مینڈیٹ کو ماننے سے یکسر انکار کر دیا اور ''اُدھر تم اِدھر ہم'' کا نعرہ بلند کیا، لیکن حصہ بقدر جثہ کو سامنے رکھتے ہوئے اُس وقت کی عسکری قیادت کی کوتاہی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ بہرحال جنرل باجوہ کے بیان کی تردید میں دلائل دینے کی یہاں گنجائش نہیں ہے مگر تصدیق کرنے کے خواہشمند انٹرنیٹ پر موجود حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ کا مطالعہ بآسانی کر سکتے ہیں۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ جب دسمبر 1971ء میں بھارت کے ساتھ جنگ ہوئی تو یحییٰ خان ایک فوجی آمر اور ایوب خان کے جانشین کی حیثیت سے پاکستان پر مسلط تھے اور افواجِ پاکستان کے سربراہ تھے گویا پاکستان کے تحفظ اور سلامتی کے حوالے سے فوج اصلاً اور حقیقتاً ذمہ دار تھی جبکہ سیاسی باگ ڈور بھی اُنہی کے ہی ہاتھ میں تھی۔

سقوط ڈھاکہ کے حوالے سے فوج اور سیاست دانوں کے علاوہ بھی ایک کردار ہے جس سے اکثر صرفِ نظر کر لیا جاتا ہے، حالانکہ ہماری رائے میں اس ادارے یا شعبہ نے بھی 1971ء میں ہونے والی ذلت آمیز شکست و ریخت میں بھرپور کردار ادا کیا تھا اور وہ ہے ہماری سول بیوروکریسی۔ آزادی کے بعد جس نے خود کو انگریز کا جانشین سمجھا اور عوام سے غلاموں کی طرح سلوک کیا، خاص طور پر مغربی پاکستان میں مرکزی افسران بنگالیوں کو اپنا ذاتی غلام سمجھتے تھے۔ سول بیوروکریسی نے پہلی واردات لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد کی جب ملک غلام محمد پاکستان کے گورنر جنرل بن بیٹھے۔ پھر انہوں نے پاکستان کا جو حشر کیا وہ بھی اپنی جگہ تاریخ ہے۔ اقتدار کی ہوس کا اندازہ کریں کہ ملک غلام محمد کو فالج ہو چکا تھا وہ خود چلنے اور اُٹھنے بیٹھنے کے قابل نہیں تھے، زبان کام نہیں کرتی تھی لیکن ٹوٹی پھوٹی زبان میں کہتے تھے ''اقتدار نہیں چھوڑوں گا۔''

یہ بھی بتاتے چلیں کہ حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ ابھی تک حکومت پاکستان نے خود جاری نہیں کی ہے بلکہ چند سال پہلے کہیں سے لیک ہو کر منظر عام پر آ گئی تھی۔ لیک ہونے کے بعد بھی بعض لوگوں کی اطلاعات یا معلومات میں کوئی اضافہ نہیں ہوا تھا کیونکہ یہ سب کچھ اُن کے علم میں پہلے سے تھا جبکہ حکام اب بھی مُصر ہیں کہ حمود الرحمٰن کمیشن کی رپورٹ کو محفوظ کر دیا گیا ہے لہٰذا جب تک وہ خود اُس کو منظر عام پر نہیں لائیں گے کسی کو چارج شیٹ نہیں کیا جاسکتا۔ اُن کا یہ عمل اُس کبوتر سے مختلف نہیں ہے جو بلی کو سامنے دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ بلی اُس کے پاس سے جا چکی ہے۔

پاکستان کی سیاست اب اُس موڑ پر آ چکی ہے کہ دوست اور دشمن کی پہچان بہت مشکل ہو چکی ہے۔ ایک سیاسی کارکن جس کو اپنا رہنما اور ملک کا خیر خواہ سمجھ کر اُس کے پیچھے چل رہا ہوتا ہے کچھ دیر بعد اُسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تو اُس کے پیچھے چل کر حقیقت سے بہت دور نکل آیا ہے مگر اُس وقت تک اُس کا واپس پلٹنا اُسے اپنی سیاسی موت نظر آتا ہے جس کی وجہ سے وہ بادلِ نخواستہ اُس کے ساتھ چلتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ کئی سیاسی جماعتوں کی قیادت بھی اسی صورتحال کا شکار ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اپنے مفادات یا شماتت کے ڈر سے یہ راز اپنے سینے میں محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ اس وقت یہ کہنا بھی کہ ''سیاست صرف آئین کے دائرے میں رہ کر ہی کی جانی چاہئے'' کسی افسانے سے کم نہیں۔ یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ سیاست دانوں اور مقتدر حلقوں نے جس انداز میں آئین پاکستان کو اپنے ہاتھوں میں کھلونا بنا رکھا ہے اُس سے ملک کو نقصان ہی پہنچا ہے۔

گزشتہ 77 برس کی تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان جب بھی ترقی کرتا ہوا کسی خاص مقام پر پہنچتا ہے تو کچھ سیاستدان عوام میں مقبول نعرے لے کر میدان میں آجاتے ہیں اور ملک کم از کم 20 سال پیچھے چلا جاتا ہے۔ 1947ء سے لے کر آج تک کی صورتحال ہم سب کے سامنے ہے اور اُس تاریخ کو دہرا کر صفحات سیاہ کرنا لاحاصل ہے۔ موجودہ حکومت کی پالیسیاں کچھ ایسی ہیں کہ اُن میں یہ بات ڈھونڈنا پڑتی ہے کہ ان سے پاکستان یا پاکستانی عوام کو کیا فائدہ پہنچا؟ گزشتہ حکومت جواب اپوزیشن میں ہے اُس نے نااہل اور ناانصاف ہونے کے کئی ریکارڈ توڑ ڈالے تھے۔ آج یہ حال ہے کہ اگر حکومت کے سو میں سے دس نمبر بھی آجائیں تو میڈیا پر اُس کو ایک سو دس نمبر دے دیئے جاتے ہیں۔ عوام روکھی سوکھی کھا کر بھی گزارا کر رہے ہیں اور شاید آئندہ بھی کرتے رہیں گے مگر ملک کی بقا اور امن و امان ہی اگر نہ ہو تو پھر دو دو چپڑیاں بھی بے کار ہو جاتی ہیں۔

دسمبر کے مہینے میں بہت سے لوگوں کے مشرقی پاکستان کے حوالے سے زخم تازہ ہو جاتے ہیں اور وہ موجودہ سیاسی و معاشی حالات کو دیکھتے ہوئے کانپ جاتے ہیں۔ ایک طرف سیاست دانوں کی ابن الوقتی ہے تو دوسری طرف مقتدر حلقوں کا جبر۔ پھر یہ کہ ملک میں امن و امان کی صورتحال انتہائی دگرگوں ہے۔ لہٰذا خدشات کا پیدا ہونا بالکل فطری ہے۔ دوسری طرف پاکستان کا دشمن اس قدر ''سیانا'' ہے کہ وہ پاکستان کو کوئی بھی نیا زخم لگانے کے لیے کسی ایسے موقع کی تلاش میں رہتا ہے جس میں اُس کی محنت کم اور پاکستانیوں کو تکلیف زیادہ سے زیادہ ہو۔ 2014ء میں 16 دسمبر کو دشمن ایک مرتبہ پھر اپنے مقصد میں کامیاب ہوا اور اُس نے پشاور کے آرمی پبلک سکول میں حملہ کر کے 9 اساتذہ، 132 طلبہ اور 3 فوجی جوان، کل ملا کر 144 افراد کو شہید کر کے پاکستانیوں کے زخموں پر نمک چھڑک کر اپنی ذہنی لذت کا سامان کیا۔ انتہائی افسوسناک بات تو یہ ہے کہ پاکستان کا دشمن تو یہ یاد رکھتا ہے کہ اُسے پاکستان پر کب اور کیسے وار کر کے پاکستان کو نقصان پہنچانا ہے مگر اہلِ پاکستان یہ بھول جاتے ہیں کہ اُن کا دشمن کون ہے اور وہ کب، کہاں سے اور کیسے وار کر سکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ ہم قائل تو اسی بات کے ہیں کہ پاکستانی قوم بحیثیت مجموعی سقوطِ ڈھاکہ کے سانحہ کی ذمہ دار ہے، لیکن اصل گھناؤنا کردار اسٹیبلشمنٹ، سیاستدانوں اور سول بیوروکریسی نے ادا کیا۔ عوام کا قصور یہ تھا کہ ایک تو وہ اُنہیں پہچان نہ سکی اور پھر یہ کہ اپنے ذاتی معاملات اور مفادات سے آگے عوام کی سوچ بھی بڑھ نہ سکی۔ لہٰذا ہم نے جو بویا وہی کاٹا۔ ہم بھول گئے کہ ہم نے نعرہ لگایا تھا کہ ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ'' ہم منحرف ہو گئے اور اللہ نے بھی ہمیں بھلا دیا اور ہمارے کرتوتوں کا انجام پاکستان کی شکست و ریخت کی صورت میں سامنے آگیا۔

اب بھی اگر ہم چاہتے ہیں کہ ایسا سانحہ دوبارہ رونما نہ ہو تو ہم اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرنے کے لیے اپنی حرکتوں سے رجوع کریں اور پاکستان میں لا الٰہ الا اللہ کو قائم کرنے کے لیے جدوجہد کے لیے کمر کس لیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں یہ جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سقوطِ ڈھاکہ کا سانحۂ فاجعہ

اسباب وعوامل پر ایک نظر اور آئندہ کے لیے سبق آموزی کے پہلو

16 دسمبر 1994ء کو یومِ سقوط ڈھاکہ کے جلسے سے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا فکر انگیز خطاب!

(چند اقتباسات)

16 دسمبر 1971ء کو وہ پاکستان دولخت ہو گیا جو 14 اگست 1947ء کو دنیا کے نقشے پر وجود میں آیا تھا۔ سقوطِ مشرقی پاکستان کا سانحہ ہماری قومی تاریخ کا الم ناک ترین باب ہے‘ لیکن آج کی ہماری نوجوان نسل اس سانحہ فاجعہ کی سنگینی اور اس کے اسباب وعوامل سے یکسر بے خبر ہے۔ بقول مشیر کاظمی ع

”آج کے نوجواں کو بھلا کیا خبر‘ کیسے قائم ہوا یہ حصارِ وطن!“

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے آج سے ربع صدی قبل ”یوم سقوطِ ڈھاکہ“ کے موقع پر یہ فکر انگیز خطاب فرمایا تھا‘ جسے جنوری 1995ء کے میثاق میں شائع کیا گیا تھا۔ اپنی قومی تاریخ کے اس سیاہ باب پر ایک نگاہ عبرت ڈالنے کے لیے اس سے چند اقتباسات کو قند مکرر کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

خطبۂ مسنونہ‘ ادعیہ ماثورہ اور موضوع سے متعلق قرآنی آیات کی تلاوت کے بعد فرمایا:

معزز حاضرین اور مہمانانِ گرامی! میرا یہ خیال ہے کہ اس بات پر وقت صرف کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ سقوطِ ڈھاکہ یا سقوطِ مشرقی پاکستان پوری دنیا کی تاریخ کے اعتبار سے بھی اہم واقعات میں سے ہے اور اس کی اہمیت اس اعتبار سے بھی بہت زیادہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ کو بیسویں صدی کے نصف آخر اور چودھویں صدی ہجری کے ربع آخر میں جن دو عظیم ترین صدمات سے دوچار ہونا پڑا ان میں سے ایک سقوط ڈھاکہ ہے۔ پہلا حادثہ 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے نتیجے میں یروشلم پر یہودیوں کے قبضے‘ مصر‘ شام اور شرق اردن کی شرمناک شکست اور اسرائیل کی عظیم توسیع کی صورت میں پیش آیا۔ قرآن حکیم کی رُو سے اس اُمت مسلمہ کے دو حصے ہیں‘ پہلا حصہ ”اُمِّیّین“ یعنی عرب مسلمانوں پر اور دوسرا حصہ ”آخرین“ یعنی غیر عرب مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے یعنی ”اُمِّیّین“ کے لیے عظیم ترین حادثہ 1967ء کی شرمناک شکست ہے‘ جبکہ ”آخرین“ میں جو عظیم ترین اسلامی مملکت قائم ہوئی تھی‘ اس کے لیے عظیم ترین سانحہ سقوطِ ڈھاکہ ہے جو 1971ء میں پیش آیا۔ پھر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جہاں تک پاکستان کی تاریخ کا تعلق ہے تو اگرچہ اور بھی حوادث ہیں کہ جن سے ہمیں دوچار ہونا پڑا‘ لیکن سقوطِ ڈھاکہ کا واقعتاً آج تک سب سے بڑا حادثہ ہے۔

حوادث ومصائب کے بارے میں بنیادی قرآنی اصول

ایسے حوادث کے بارے میں مَیں چاہتا ہوں کہ پہلے قرآن کریم‘ کتابِ ہدایت سے کچھ بنیادی اصول سمجھ لیے جائیں۔ اس لیے کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ یہ حوادث الل ٹپ نہیں ہوتے۔ اس کائنات میں کوئی شے بھی اذنِ ربّ کے بغیر حرکت نہیں کرتی‘ اور اذنِ ربّ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ساتھ ہوتا ہے‘ یہ سنت اللہ کے تابع ہے۔ ان حوادث کے حوالے سے پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ظالم نہیں ہے۔ وہ خود قرآن حکیم میں فرماتا ہے کہ: ﴿وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۲۹﴾﴾ (قٓ) ”میں اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں“۔ اتنا بڑا حادثہ‘ اتنی بڑی تباہی اور اتنی شرمناک شکست‘ بہرحال اللہ کا ظلم نہیں ہے۔ یہ بات قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے پانچ مرتبہ فرمائی ہے: ﴿وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۱۰﴾﴾ (الحج) ”اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حق میں ہرگز ظالم نہیں ہے۔“

دوسری بات یہ کہ یہ حوادث تمام تر انسانوں کے اپنے کرتوتوں کا نتیجہ ہیں۔ میں نے سورۃ الشوریٰ کی آیت مبارکہ تلاوت کی ہے: ﴿وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ﴾ ”جو بھی مصیبت تم پر آتی ہے تو یہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوتوں کے باعث ہے“۔ اس کے بعد فرمایا کہ ﴿وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ﴿۳۰﴾﴾ ”ابھی بہت سی چیزوں سے تو وہ درگزر فرماتا رہتا ہے“۔ اگر پروردگار ساری غلطیوں کی سزا دے تو زمین پر کوئی ایک انسان بھی چلتا ہوا نظر نہ آئے۔ اللہ تو بہت درگزر کرتا ہے۔ بہرحال دوسرا قاعدہ وکلیہ یہ ہے کہ یہ حوادث انسانوں کے اپنے کرتوتوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

ان حوادث کے وقوع پذیر ہونے کے حوالے سے تیسری بات بڑی اہم ہے۔ اور وہ یہ کہ کسی بھی قوم پر اتنا بڑا سانحہ اور حادثہ فاجعہ صرف چند لوگوں کے کرتوتوں کے نتیجے میں ظہور پذیر نہیں ہوتا۔ ایسے واقعات اُس وقت وقوع پذیر ہوتے ہیں جب قوم میں اجتماعی طور پر فساد پیدا ہو چکا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ افراد کی برکتیں تو پھیل سکتی ہیں کہ پوری قوم پر سائبان بن جائیں‘ جیسا کہ نیکیوں کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا قاعدہ ہے کہ دس گنا سے سات سو گنا تک بھی اجر دے گا‘ لیکن گناہ کی سزا بالکل حساب کے مطابق ملتی ہے‘ زیادہ نہیں ملتی۔ اجر تو اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے عطا فرما دیتا ہے۔ اسی طرح افراد کے فسق و فجور اور جرائم پر اللہ تعالیٰ پوری قوم کو اتنی بڑی سزا نہیں دیا کرتے۔ درحقیقت یہ سزا اس وقت ملتی ہے جب قوم کی معتدبہ تعداد میں اجتماعی سطح پر وہ غلطیاں ہو رہی ہوں اور قوم کی ایک عظیم تعداد نے اس ضمن میں اپنا کردار ادا کیا ہو۔ جب جرائم یہ صورت اختیار کر لیتے ہیں تو اتنے بڑے حوادث رونما ہوتے ہیں۔

لیکن جب قوم کے اجتماعی کرتوتوں پر سزا آتی ہے تو پھر چوتھا قانون یہ ہے کہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پستا ہے۔ قرآن حکیم میں آتا ہے کہ: ﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَۃً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَآصَّۃً ج﴾ (الانفال: 25) ”اور بچتے رہو اس فساد سے کہ جو تم میں سے خاص ظالموں ہی پر نہیں پڑے گا“۔ تو اللہ کی پکڑ سے‘ اس کے عذاب سے اور اس کی سزا سے ڈرو! کیونکہ جب اجتماعی فساد ہو جائے تو جو لوگ اس فساد میں ملوث نہیں ہیں وہ بھی مجرم قرار پاتے ہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے ظالموں کو روکا کیوں نہیں ہے۔ چنانچہ پھر جب سزا آتی ہے تو وہ لوگ جو چاہے اس گناہ اور جرم میں بالفعل شریک نہیں بھی تھے انہیں بھی سزا مل کر رہتی ہے۔

پانچویں بات یہ کہ جہاں تک اس قسم کے حوادث کی آخری ”stages“ کا معاملہ ہے تو اس میں قرآن حکیم کے الفاظ ﴿وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْھُمْ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱﴾﴾ (النور) یعنی ”ان میں سے وہ شخص کہ جس نے سب سے بڑا گناہ کما لیا“ کے مصداق کچھ افراد یقیناً نمایاں ہو جاتے ہیں۔ لیکن بہرحال یہ نہ سمجھے

کہ یہ درحقیقت صرف چند افراد کی سازش کا نتیجہ ہے۔ ساتھ ہی یہ بات بھی نوٹ کریں کہ اتنا بڑا حادثہ تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا کہ ہمارے ترانوے (93) ہزار کڑیل جوان ہندو کے قیدی بنے۔ سابقہ اُمت مسلمہ کی تاریخ میں 583 قبل مسیح میں بخت نصر نے یروشلم میں جو تباہی مچائی تھی کہ چھ لاکھ افراد کو قتل کیا اور چھ لاکھ کو قیدی بنا کر لے گیا' یہ واقعہ شاید تاریخ انسانی میں اس اعتبار سے سب سے بڑا ہے کہ لوگوں کو اتنی بڑی تعداد میں قیدی بنا کر ایک ملک سے دوسرے ملک نہیں لے جایا گیا۔ بخت نصر چھ لاکھ افراد کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکتا ہوا عراق کے شہر بابل لے گیا تھا۔ لیکن میں نے ہمیشہ تجزیہ کیا ہے کہ ان چھ لاکھ میں ترانوے ہزار یا ایک لاکھ جوان نہیں ہوں گے۔ ان میں بوڑھے بھی تھے' بچے بھی تھے اور عورتیں بھی تھیں' جبکہ ہمارے ترانوے ہزار کڑیل جوان' سپاہی سے لے کر جرنیل تک ہندو کی قید میں گئے ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اتنی بڑی شکست کسی فوری سبب کا نتیجہ نہیں ہوا کرتی بلکہ اس کا ایک طویل پس منظر ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ مہلت دیتا ہے۔ جب تک پے بہ پے غلطیاں نہ ہو رہی ہوں اور جرائم نہ کیے جا رہے ہوں اُس وقت تک وہ اتنی بڑی سزا نہیں دیتا۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے عدل' اُس کے فضل و کرم اور شانِ غفاری سے بالکل بعید ہے۔

پس چہ باید کرد؟

اب آیئے اس گفتگو کے عملی پہلو کی طرف کہ اس وقت جو ''نیو ورلڈ آرڈر'' کا عفریت ہمارے سامنے کھڑا ہے آخر اس کا علاج کیا ہے۔ بقول اقبالؒ ''علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی''۔ علاج یہ ہے کہ رجوع کرو اپنی اس اصل کی طرف جس کے لیے پاکستان بنایا گیا تھا۔ افراد بھی توبہ کریں اور اپنی معاش اور معاشرت میں سے غیر اسلامی چیزیں نکال دیں۔ پھر پوری قوم توبہ کرے اور اجتماعی توبہ کے لیے ایک مضبوط جماعت ہو کہ جو منکرات کے خلاف طاقت کے ساتھ جہاد کرے۔ یہ جماعت پاور پالیٹکس کے کسی کھیل میں شریک نہ ہو۔ یہ جماعت پاکستان میں خلافت کے نظام کی داعی ہو اور پورے عالمی سطح پر نظام خلافت کی علمبردار بن کر کھڑی ہو جائے جس میں پہلا مرحلہ پان اسلام ازم کا ہوگا' یعنی پورے عالم اسلام کو متحد کر کے خلافت کے نظام کے تحت کرنا۔ میں آپ کو گاندھی کا جملہ سنا چکا ہوں جو اس نے قائداعظم سے کہا تھا کہ ''آپ کے پاکستان کا مطلب پان اسلام تو نہیں ہے؟''

(ا) نظامِ خلافت کا قیام-قرآن وسنت کی غیر مشروط بالادستی

نظامِ خلافت کے خدوخال کے حوالے سے میں کئی کئی گھنٹے کی مفصل تقاریر کر چکا ہوں۔ اس وقت ایک آیت کا حوالہ دے رہا ہوں جس میں جدید اسلامی خلافت کا پورا نقشہ موجود ہے۔ یہ سورۃ النساء کی آیت 59 ہے۔ فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴿۵۹﴾﴾ ''اے اہل ایمان! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول (ﷺ) کی اور اپنے میں سے اولو الامر کی بھی۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں اختلاف رائے ہو جائے تو اسے لوٹا دو اللہ اور رسول کی طرف اگر تم واقعتاً اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی طریقہ بہتر بھی ہے اور نتائج کے اعتبار سے بھی بہت مفید ہے۔''

دیکھئے جدید ریاست کے تین ستون شمار ہوتے ہیں۔ پہلا ستون مقننہ (Legislature) ہے۔ اس کے بارے میں فرمایا: ﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ یعنی کتاب وسنت کی بالادستی۔ دستور میں ایک ترمیم کر دیجیے کہ ہر معاملہ میں شریعت کو مکمل بالادستی حاصل ہوگی' تو اس سے دستوری سطح پر خلافت قائم ہو جائے گی۔ قراردادِ مقاصد میں یہ بات اصولاً طے ہو چکی ہے' صرف دستور میں ایک ترمیم درکار ہے جو نواز شریف صاحب نہیں کر سکے۔ اس کے لیے تو ایک عوامی جدوجہد کی ضرورت ہوگی۔ یہ کام تب ہوگا جب پوری قوم جانیں دینے کے لیے کھڑی ہو جائے گی۔ اور پوری قوم سے میری مراد لوگوں کی اتنی معتدبہ تعداد ہے جو پوری قوم کے اندر ایک آگ لگا دیں۔ اگر اس طرح کی تحریک برپا کر دی جائے تو کوئی امریکہ کیا امریکہ کا باپ بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ پھر اللہ کی مدد آئے گی' اس لیے کہ قرآن حکیم میں کہا گیا ہے: ﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ (محمد: 7) ''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا'' اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ﴾ (الحج:40) ''اللہ لازماً اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے۔''

دوسری چیز جو اس آیت مبارکہ میں جدید دستور اسلامی کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے وہ لفظ ''اُولی الْاَمر'' ہے۔ گویا یہ لفظ انتظامیہ (Executive) کے ادارے کو ظاہر کرتا ہے۔ اسلامی ریاست میں یہ ''اولی الامر' مسلمانوں میں سے ہوگا' غیر مسلم نہیں ہو سکتا۔ غیر مسلم کی حیثیت ذمی یعنی ''Protective Minority'' کی ہوگی۔ اسلامی ریاست اس کے جان' مال اور عزت کی حفاظت کا ذمہ لے گی۔ لیکن نہ تو مقننہ (Legislature) میں اس کا عمل دخل ہو سکتا ہے' اس لیے کہ وہاں قانون سازی کتاب وسنت کے مطابق ہوگی اور وہ کتاب وسنت کو تسلیم ہی نہیں کرتا' اور نہ ہی انتظامیہ میں وہ کلیدی عہدوں پر فائز ہو سکتا ہے۔ تاہم ٹیکنیکل شعبوں میں اس کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

جدید ریاست کا تیسرا استون عدلیہ ہوتی ہے اور عدلیہ کا ادارہ ہی دستور کا محافظ ہوتا ہے کہ اگر اختلاف ہو جائے کہ آیا یہ شے شریعت کے مطابق ہے یا نہیں تو وہ اس کا فیصلہ کرے۔ مقننہ ایک قانون پاس کرتی ہے' کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ کتاب وسنت کے منافی ہے تو اب جھگڑا ہو گیا۔ اس جھگڑے کو کیسے طے کرنا ہے؟ اس کا ذکر آیت کے اگلے ٹکڑے میں ہے۔ فرمایا: ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ ''پھر اگر تم کسی معاملے میں جھگڑنے لگو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو''۔ تنازع کے حوالے سے یہاں عدلیہ (Judiciary) کا ذکر آ گیا۔ کوئی قانون دستور سے متصادم ہے یا دستور کے مطابق ہے' اس کا فیصلہ عدلیہ کرے گی۔ جدید ریاست انہی تین اداروں سے بحث کرتی ہے' جن کو اس ایک آیت سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔

اس حوالے سے یہاں میں ذکر کرتا چلوں کہ ضیاء الحق مرحوم نے فیڈرل شریعت کورٹ قائم کر کے صحیح رخ پر قدم اٹھایا تھا' یہ دوسری بات ہے کہ ''half-heartedly'' بلکہ ''quarter heartedly'' ہی تھا۔ چنانچہ اپنی بنائی ہوئی فیڈرل شریعت کورٹ کو انہوں نے دو ہتھکڑیاں پہنا دیں اور دو بیڑیاں ڈال دیں۔ وہ دو ہتھکڑیاں یہ تھیں کہ دستور بھی شریعت سے بالاتر ہے اور عائلی قوانین بھی۔ اور دو بیڑیاں یہ تھیں کہ مالی قوانین بھی شریعت سے بالاتر ہیں اور عدالتی قوانین بھی۔ اب آپ سوچیے کہ سوائے فراڈ کے باقی رہ کیا گیا؟ ہاں یہ بات ہے کہ کچھ لوگوں کی ان عدالتوں کے حوالے سے تنخواہیں چل رہی ہیں۔ لیکن وہ کچھ کر نہیں سکتے! قوانین کے حوالے سے جو بیڑی یا ہتھکڑی تھی وہ دس سال کے لیے تھی' لہٰذا دس سال پورے ہونے کے بعد کھل گئی ہے۔ لہٰذا

ہم دیکھتے ہیں کہ وفاقی شرعی عدالت نے مالی قوانین کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ لیکن میاں نواز شریف کی حکومت نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر کے اس فیصلے کو عملاً کالعدم کر دیا۔

(ii) وفاقی صدارتی نظام کی ضرورت

دوسری بات یہ کہ اس ملک کے لیے اگر کوئی خیر ہے تو وہ صدارتی نظام میں ہے۔ یہ پارلیمانی نظام انگریز کی وراثت ہے جو اپنی روایت پرستی کے ہاتھوں مجبور ہے۔ انہوں نے تو خواہ بادشاہ ہو یا ملکہ ہر صورت میں اسے اپنے سر پر بٹھانا ہے۔ میں اسے ''Human Zoo'' (یعنی انسانی چڑیا گھر) سے تعبیر کیا کرتا ہوں۔ لوگ وہاں جاتے ہیں، شاہی عمارات کی سیر کرتے اور شاہی خاندان کے افراد کی زیارت کر کے واپس آ جاتے ہیں۔ گویا یہ ان کا ایک کھیل اور دلچسپی کا سامان ہے۔ لہٰذا انہیں تو پارلیمانی نظام بنانا ہی ہے' ہمارے ہاں یہ ثنویت خواہ مخواہ اختیار کر لی گئی ہے۔ ہمارے دستور کے مطابق ریاست کا سربراہ کوئی اور ہے اور سربراہِ حکومت کوئی اور! اب جو ریاست کا سربراہ ہے وہ یا تو چودھری فضل الٰہی بن کر رہ جائے گا یا غلام اسحاق خان بن جائے گا' بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر ضیاء الحق ثابت ہو گا۔ مجھے بتا دیجیے کہ تیسری شکل کون سی ہے؟ یہ انگریز کی وراثت ایک لعنت ہے' اس کا جنازہ جتنی جلدی نکالا جا سکے ہمارے حق میں اتنا ہی بہتر ہے۔ لیکن یہ سب کچھ ثانوی ہے۔ ہماری اولین ترجیح یہ ہے کہ پہلے شریعت کی غیر مشروط بالادستی طے ہو۔ اگر یہ نہیں تو پھر چاہے صدارتی نظام ہو' چاہے پارلیمانی' سب لعنت ہے۔ شریعت کی بالادستی کے بغیر دونوں شرک اور کفر ہیں۔ ہاں' ملک کے عوام مسلمان ہوا کریں' نظام بہرحال کافرانہ ہے۔

ایک اور چیز جو روحِ عصر کا ایک تقاضا ہے وہ صحیح معنوں میں وفاقی نظام ہے۔ اور یہ حکمت کا بھی تقاضا ہے۔ یہ فطری بات ہے کہ ہر ایک کو اپنی زبان پسند ہے۔ لیکن میں عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے لیے کوئی زبان بھی مقدس نہیں سوائے عربی زبان کے۔ پنجابی کو پنجابی پسند ہو' سندھی کو سندھی پسند ہو تو کوئی حرج نہیں۔ نہ سندھی زبان کفر ہے اور نہ ہی پنجابی زبان کفر ہے۔ وفاق کے اندر جو بھی لسانی اور نسلی اکائیاں ہوں ان کو مناسب مقام دینا چاہیے۔ بھارت سے سبق سیکھیے' اس نے لسانی بنیادوں پر صوبے بنا دیے تو اس میں کون سی کمی یا کمزوری پیدا ہو گئی؟ وہاں ہر صوبے کی اپنی اپنی زبان ہے اور اپنی زبان میں سارا صوبائی معاملہ چل رہا ہے۔ مرکز کے ساتھ معاملہ ہو گا یا بین الصوبائی ہو گا تو وہ انگریزی زبان میں ہو گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ تامل ناڈو میں تامل زبان ہے' آندھرا پردیش میں تلگو اور کیرالہ میں ملیالم دفتری زبان ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار زبانیں ہیں جو وہاں چل رہی ہیں اور کوئی بھی ترقی کے راستے میں مانع نہیں ہے۔ آخر اتنی زبانوں سے وہاں کون سی قیامت آ گئی ہے؟ اسی طرح ہمارے ہاں بھی ایک کروڑ افراد کی اگر کوئی لسانی یا نسلی عصبیت ہے تو اسے تسلیم کریں' اس کی نفی نہ کریں۔ اس حوالے سے یہ بات بہرحال ذہن میں رکھنی چاہیے کہ معمولی سے لسانی فرق کی بنیاد پر تقسیم ممکن ہے نہ مناسب۔ اس لیے کہ زبان میں معمولی سا فرق تو ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں ہو جاتا ہے۔ گوجرانوالہ سے سیالکوٹ جا کر زبان بدل جائے گی۔ لیکن جو موٹی موٹی تقسیمیں ہیں ان کے مطابق صوبوں کی تقسیم میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس طرح اگر ''ریاست ہائے متحدہ پاکستان'' وجود میں آ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ ایک مضبوط وفاقی نظام ضروری ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ''states'' کو اختیارات بھی دیجیے' انہیں اجازت دیجیے کہ اپنے کلچر کو رواج دیں۔ ہاں یہ طے ہو کہ شریعت کے خلاف کوئی شے نہیں ہونے دیں گے۔ یکجہتی کی ذمہ دار فیڈرل گورنمنٹ ہو گی۔ آج دنیا میں امریکہ کا وفاقی صدارتی نظام کس کامیابی سے چل رہا ہے۔

یہ صدارتی نظام بھی دراصل نظامِ خلافت سے لیا گیا ہے۔ علامہ اقبال نے کہا ہے ؎

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو
آں کہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفیٰؐ اورا بہاست
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰؐ ست

چنانچہ شیطان کو جمہوریت بھی اسی لیے دینی پڑتی ہے کہ خلافت راشدہ میں عوام کو ایک حق دیا گیا تھا کہ مسلمانوں کا منتخب خلیفہ ہو گا۔ خلیفہ کے انتخاب میں مسلمانوں کی رائے یعنی امر المسلمین فیصلہ کن ہو گا۔ انسانوں کو یہ حق تاریخ انسانی میں پہلی مرتبہ اسلام نے دیا ہے' تب شیطان کو بھی پیروی کرنی پڑی۔ اب اگر دنیا کی کوئی ''achievements'' ہیں تو ان کو تسلیم کیجیے۔

(iii) نئی صوبائی تقسیم

تیسری بات یہ کہ سندھ کے مسئلے کا اس کے سوا کوئی حل نہیں ہے کہ صوبے چھوٹے بنائے جائیں۔ اس وقت میں سیاست دانوں کے مختلف فیہ بیانات کے حوالے سے بات نہیں کر رہا' اس لیے کہ وہ پینترے بدلتے رہتے ہیں۔ یہ تو سیاست دانوں کی حکومت کے ساتھ سودا بازی ہے جس میں اتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے۔ لیکن میں ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں اور بہت عرصے سے کہہ رہا ہوں کہ سندھ کے مسئلے کا کوئی حل نہیں ہے سوائے اس کے کہ چھوٹے صوبے بنائے جائیں۔ ایک کروڑ سے زیادہ مہاجر جو اردو سپیکنگ ہیں ان کی اس حیثیت کو تسلیم کیجیے اور انہیں کوئی تو علاقہ دیجیے کہ وہ کہہ سکیں کہ یہ ہمارا ہے۔ انہوں نے ایک زمانے میں یہ کہا تھا کہ ہمیں یہاں دو چیزیں دے دیجیے۔ ایم کیو ایم کا کہنا تھا کہ کراچی کی کارپوریشن ہمارے حوالے کر دیجیے اور پولیس اور ٹریفک ہمیں دے دیجیے۔ لیکن یہ چیزیں دینے کو بھی کوئی تیار نہیں تھا۔ اگر آپ کسی کو اس کے حق سے محروم کریں گے تو احساسِ محرومی اس انتہا کو پہنچے گا جہاں اس وقت پہنچ گیا ہے۔ میں نے آج سے دس سال قبل ''استحکامِ پاکستان'' نامی کتاب لکھی تھی' جس میں استحکامِ پاکستان اور اس کے لوازم بیان کیے تھے۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد اس کتاب کا دوسرا حصہ ''استحکامِ پاکستان اور مسئلہ سندھ'' لکھی تھی۔ میں سیاست دان ہرگز نہیں ہوں۔ بقول شاعر ؏ ''بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں!'' لیکن حالات کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ بصیرت مجھے اللہ نے عطا کی ہے۔ اور ؏ ''سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف!'' یہاں مدینہ و نجف کے بجائے کہہ لیجیے کہ ہماری آنکھ کا سرمہ قرآن و سنت ہے۔ میری دو آنکھیں اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہیں۔ بہرحال میں نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں مسئلہ سندھ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا ہے۔ اس وقت میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ یہ باتیں میں آج نہیں کہہ رہا بلکہ برسوں سے کہہ رہا ہوں۔

(iv) عربی بطور سرکاری زبان

اس ضمن میں آخری بات یہ کہ سرکاری زبان کے بارے میں طے کیجیے کہ یہاں عربی ہو گی اور عملی اقدام کے طور پر فوری طور پر عربی کی تدریس پہلی جماعت سے لازمی کیجیے۔ اور یقین رکھیے کہ بیس برس کے اندر اندر کایا پلٹ جائے گی۔ عربی زبان کی وجہ سے پورے عالمِ عرب کے ساتھ ایک رابطہ قائم ہو جائے گا۔ یہ رابطہ گویا پان اسلام ازم کی طرف ایک اہم قدم ہو گا' اور اس سے پان اسلام ازم کی تحریک کو تقویت ملے گی۔ یہ اقدامات کریں گے تو مسئلہ حل ہو گا' ورنہ نہیں!

اور سب سے بڑی بات یہ کہ آج کی نشست کے آغاز میں سورۂ بنی اسرائیل کی جو آیات پڑھی گئی ہیں ان کے آخر میں جو بات فرمائی گئی ہے وہ ہم پر صد فی صد راست آتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ﴾ یعنی ”تمہارا رب اب بھی تم پر رحم فرمانے کے لیے تیار ہے لیکن اگر تم نے پھر وہی روش اختیار کی تو ہم بھی وہی کچھ کریں گے“۔ یہ تو دنیا کی سزا کا ذکر ہے۔ آیت کے اگلے حصے میں فرمایا: ﴿وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ⑧﴾ ”اور ہم نے کافروں کے لیے تو جہنم تیار کر رکھی ہے“۔ اس کے بعد فرمایا: ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ﴾ ”بے شک یہ قرآن اس راستے کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو سب سے سیدھا ہے“۔ اللہ کی رحمت کا دروازہ یہ قرآن ہے۔ اگر سائبان کے نیچے آنا چاہتے ہو تو یہ قرآن کا سائبان موجود ہے۔ گویا رحمت خداوندی میں داخل ہونے کا ”شاہ درہ“ یہ قرآن ہے۔ بہرحال میں یہ بات تحدیث نعمت کے طور پر عرض کر رہا ہوں کہ میں نے اپنی زندگی کے تیس سال اس قرآن حکیم کے پڑھنے پڑھانے اور سیکھنے سکھانے میں لگائے ہیں۔ اس عرصے میں انجمن خدام القرآن قائم کی، قرآن اکیڈمی اور قرآن کالج قائم کیا، قرآن کانفرنسیں اور قرآنی تربیت گاہیں منعقد کیں۔ میں نے یہ سارا کام اس تشخیص کی بنیاد پر کیا ہے کہ اس وقت اُمت اس قرآن کو چھوڑنے کی وجہ سے زوال سے دوچار ہے۔ بقول اقبال ؎

خوار از مہجوریٔ قرآں شدی
شکوہ سنج گردش دوراں شدی
اے چو شبنم بر زمیں افتندۂ
در بغل داری کتاب زندۂ

یہی بات علامہ اقبال نے اپنے ایک اردو شعر میں بہت سادہ انداز میں بیان کی ہے ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر!

سورۂ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع کی آخری آیات میں بہت اہم پیغام دیا جا رہا ہے:

﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ⑨ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ⑩﴾

”بے شک یہ قرآن راہنمائی کرتا ہے اُس راہ کی طرف جو سب سے سیدھی ہے اور خوشخبری دیتا ہے ایمان والوں کو جو عمل صالح کی روش اختیار کرتے ہیں کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے، اور یہ کہ جو آخرت کے منکر ہیں ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

بہرحال یہ کام قرآن ہی کے ذریعے ہوگا۔ قرآن کے ساتھ تعلق استوار کرنے کے لیے بھی پہلی جماعت سے عربی کی تدریس ضروری ہے۔ ہمارے اس اقدام سے قوم بحیثیت مجموعی قرآن کے قریب تر ہوتی چلی جائے گی۔ یہ بات میں پوری انشراح صدر کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ اس کے سوا اس ملک کے لیے کوئی بچاؤ کی راہ نہیں ہے۔ اقبال کا یہ شعر پاکستان پر بھی صد فیصد صادق آتا ہے کہ ؎

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ

اس لیے کہ پاکستان کے استحکام کے لیے اسلام کے سوا اور کوئی بنیاد سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ اگر ادھر نہیں آئیں گے تو اللہ کے عذاب کا دوسرا کوڑا ابھی ہماری پیٹھ پر پڑے گا اور ”ہماری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں“۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس انجامِ بد سے بچائے اور توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

اقول قولی هذا واستغفرا لله لی ولکم ولسائر المسلمین والمسلمات ○○

۞۞۞

پریس ریلیز 6 دسمبر 2024ء

چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل کا بیان کہ کسی فرد کا اپنی واضح جنس کو تبدیل کرنا ناجائز ہے، اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے

شجاع الدین شیخ

لاہور (پ ر): چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل کا بیان کہ کسی فرد کا اپنی واضح جنس کو تبدیل کرنا ناجائز ہے، اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ بدنامِ زمانہ ٹرانسجینڈر رایکٹ 2018ء کے حوالے سے وفاقی شرعی عدالت کا 19 مئی 2023ء کا واضح فیصلہ موجود ہے کہ اس قانون میں متعدد شقیں اسلامی تعلیمات سے متصادم ہیں جن کو جلد از جلد حذف کر کے قانون کو ازسرنو اسلامی تعلیمات کے مطابق ترتیب دینا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ٹرانس جینڈر رایکٹ 2018ء اور اس جیسے کئی دیگر قوانین پاکستان میں مغرب کی بے حیا تہذیب کو مسلط کرنے اور ہمارے خاندانی نظام کو تہ و بالا کرنے کے قبیح منصوبہ کا حصہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر شخص کی جنس پیدائشی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ ہوتی ہے، لہٰذا محض باطنی احساسات اور جذباتی میلان کی بنیاد پر اس کے برعکس اپنی جنس کی شناخت بیان کرنا شرعی احکامات کی صریح خلاف ورزی ہے۔ پھر یہ کہ ایسا کرنا ایک ذہنی مرض کا شاخسانہ ہے جس کو ’جینڈر ڈسفوریا‘ (gender dysphoria) کہا جاتا ہے اور ایسے مریضوں کے لیے طبی علاج کی سہولت فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ البتہ وہ افراد جن کی جنس میں پیدائشی طور پر کوئی نقص موجود ہو، اسلامی تعلیمات میں اُنہیں ”خنثیٰ“ کہا جاتا ہے اور مستند ڈاکٹروں کے بورڈ کی مشاورت سے اُن کا شرعی تعلیمات کی روشنی میں علاج کر کے جنس کا تعین ممکن بنایا جا سکتا ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ ٹرانس جینڈر رایکٹ 2018ء اور ملک میں رائج سودی معیشت کے خلاف وفاقی شرعی عدالت تفصیلی فیصلے دے چکی ہے، جن کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیلیں دائر کر دی گئی تھیں، لہٰذا ابھی تک ان فیصلوں پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ سپریم کورٹ کا شریعت اپیلٹ بینچ فوری طور پر ان اپیلوں کی سماعت کر کے دینی تعلیمات اور آئینِ پاکستان کے مطابق انہیں نمٹائے تاکہ ٹرانس جینڈر کے نام پر بے حیائی کا راستہ بند کیا جا سکے اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے ساتھ جاری جنگ اور مسلسل بغاوت کی روش کو بھی ترک کیا جائے۔ ایسا کرنے سے ہی ملک و قوم اُس نحوست سے نکل سکیں گے جس نے انہیں گھیر رکھا ہے اور پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی طرف عملی قدم اُٹھایا جا سکے گا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

حکومت بوکھلاہٹ کا شکار کیوں؟

ایوب بیگ مرزا

میری رہائش ڈی چوک اسلام آباد کے قریب ہے۔ 26 نومبر 2024ء کی رات میں گھر پر موجود تھا بہت زیادہ شور اور چیخنے چلانے کی آوازیں آنے لگیں میں گھر سے باہر نکلا ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی اور فائرنگ کی آواز آ رہی تھی میں حیران و پریشان کھڑا تھا، اتنے میں ایک نوجوان جس کی ٹانگ پر گولی لگی تھی اور خون بہہ رہا تھا۔ وہ ہسپتال لے جانے کی دہائی دیتا ہوا میرے پاس سے گزرا۔ میں اُس کی مدد کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ قیامت صغراں کا سماں تھا ہر طرف چیخ و پکار تھی۔ فائرنگ کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔ میں زیادہ دیر کھڑا نہ رہ سکا، گھر چلا گیا۔ رات بھر میں سو نہ سکا صبح اُٹھ کر پہلا کام یہ کیا کہ استعفیٰ لکھ دیا (سلمان راشدی ڈپٹی سیکرٹری وزارتِ اطلاعات وفاقی حکومت پاکستان) یہ اُس انٹرویو کا خلاصہ اور مفہوم ہے جو موصوف نے مطیع اللہ جان صحافی کو ایک انٹرویو میں دیا۔ اگلے روز مطیع اللہ جان گرفتار ہو گئے اُن کا اضافی جرم یہ بھی تھا کہ اُنہوں نے ایک دوسرے صحافی ثاقب بشیر کے ساتھ پمز ہسپتال جا کر یہ تحقیق کرنے کی کوشش کی تھی کہ اس سانحہ میں فائرنگ کے نتیجہ میں کتنی اموات اور زخمی ہوئے ہیں۔ مطیع اللہ جان رہا ہو چکے ہیں اور وزارت اطلاعات کے استعفیٰ دینے والے سلمان راشدی بالکل محفوظ ہیں۔ تصویر سے یہ صاحب پینتالیس (45) سال سے زائد عمر کے نہیں لگتے۔ اپنے ضمیر کی آواز پر اُنہوں نے اپنے شاندار مستقبل کو دنیوی نقطہ نظر سے مخدوش کر دیا حالانکہ راولپنڈی کے سابق کمشنر جنہوں نے یہ انکشاف کیا تھا کہ سابق چیف جسٹس قاضی فائز عیسیٰ اور چیف الیکشن کمشنر سکندر سلطان نے مل کر انتخابی نتائج کو مکمل طور پر الٹ دیا تھا۔ اُن کا آج تک کوئی سراغ نہیں لگ سکا۔ یقیناً استعفیٰ دینے والے وزارتِ اطلاعات کے اعلیٰ افسر کے علم میں بھی اُن کا انجام ہوگا۔

راقم قطعی طور پر نہیں جانتا کہ اس واقعہ میں کتنا جانی نقصان ہوا ہے یا بالکل نہیں ہوا جیسا کہ حکومت دعویٰ کر رہی ہے۔ لیکن چند سوالوں کے جواب بہت ضروری ہیں۔ پہلا یہ کہ روشنیاں گل کرنے کی ضرورت کیوں پڑی تھی۔ پھر یہ کہ آپریشن سے پہلے قریب کی مارکیٹیں اور آس پاس کے بازار بند کروا کر کرفیو جیسی صورتِ حال کیوں پیدا کی گئی۔ حکومت جتنے افراد کی گرفتاری بتا رہی ہے، اُن کے علاوہ بے شمار لوگ کیوں لاپتہ ہیں۔ لاشیں وصول کرنے کی جو شرائط سوشل میڈیا پر چل رہی ہیں جو عین ممکن ہے کہ غلط ہوں کیونکہ سوشل میڈیا یا خبر کا کوئی قابلِ اعتماد ذریعہ نہیں ہے۔ لیکن اُن کا دلائل اور ثبوتوں کے ساتھ ابطال کیوں نہیں کیا جا رہا وغیرہ وغیرہ۔

دوسری طرف راقم عمران خان اور تحریک انصاف سے بھی یہ پوچھے گا کہ وقفہ وقفہ سے اسلام آباد میں طویل دھرنوں کی جو کالیں دی جا رہی ہیں اور فائنل کال میں یہ کہنا جب تک عمران خان کو رہا نہیں کروائیں گے واپس نہیں جائیں گے۔ اس میں کیا منطق ہے۔ عام شہری ہو یا جماعت کا انتہائی Commited Worker اُس کی جسمانی برداشت کی کوئی حد ہوتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ کوئی انسان جو نہتا بھی ہو اور وسائل بھی نہ رکھتا ہو وہ کھائے پیئے اور سوئے بغیر ریاست کا کتنی دیر مقابلہ کر سکتا ہے۔ حکومت اگر انتقامی جذبہ اور انتہائی ظالمانہ طریقہ اختیار نہ بھی کرتی تو احتجاج کرنے والے کتنا وقت اور نکال سکتے تھے۔ راقم کی رائے میں ایک طرف تحریک انصاف میں دانش اور حکمت کا فقدان اور بغیر ہوم ورک کیے میدان میں کود پڑنے کا رویہ نظر آتا ہے تو دوسری طرف حکومت کا یہ احساس اُسے پاگل پن کی طرف لے جا رہا ہے کہ وہ جعلی اور مصنوعی حکومت ہے۔ طاقتوروں کے سہارے کے بغیر وہ ایک پل بھی نہیں کھڑی رہ سکتی اور اُس کا یہ پاگل پن اُسے عوام سے مزید دور سے دور کر رہا ہے۔ وہ اس بات کو سمجھنے سے اب تک قاصر ہے کہ وہ وقت گیا جب اخبارات اور ٹیلی ویژن پر بڑے بڑے اشتہارات دے کر عوامی مقبولیت حاصل کر لی جاتی تھی اب معاملہ اس کے بالکل برعکس ہو چکا ہے۔ اب جب بھوکے ننگے عوام اربوں کے اشتہارات پر آپ کی تصویریں دیکھتے ہیں تو جس طرح کا ردِعمل دیتے ہیں اُس کو تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔

حقیقت میں یہ چار دن کی چاندنی ہے اس کی آزمائش اگر کرنی ہے تو پنجاب کے کسی حلقہ سے ایک فری اینڈ فیئر انتخاب کروا کر دیکھ لیں، یہ تصویروں والی وزیر اعلیٰ ویسے تو آٹھ (8) فروری والے انتخابات میں بُری طرح ہار گئی تھیں (وہ بھی فارم 47 کی پروڈکشن ہیں) لیکن اگر اب اسی یا کسی اور حلقہ سے انتخابات کا تجربہ کر لیں، وہ کسی صورت اپنی ضمانت نہیں بچا سکیں گی۔ اُن کے والد محترم گزشتہ چند ماہ میں کئی مرتبہ یہ اعلان کر چکے ہیں کہ وہ پنجاب بھر کے سیاسی دورے کریں گے لیکن صورتِ حال سے خوفزدہ ہیں۔ ایک چھوٹا سا جلسہ کرنے کی بھی پوزیشن میں نہیں ہیں۔

اللہ کی ذات بے نیاز ہے اُس نے اس سیاسی جماعت کو ایسی سزا سنا دی ہے کہ اس کے چھوٹے بڑے ظاہری طور پر آزاد ہو کر بھی قید تنہائی میں ہیں۔ پاکستان میں کیا وہ تو دنیا میں کہیں بھی نہ بازاروں میں آزاد گھوم سکتے ہیں، نہ شاپنگ کر سکتے ہیں، نہ ہوٹلوں میں جا سکتے ہیں، اللہ نے اُنہیں گھروں میں نظر بند کر دیا ہے۔ بس ایک حصار ہے جس میں وہ خوفزدہ زندگی گزار رہے ہیں۔ دنیا بھر میں جو پاکستانی اُن کی آؤ بھگت کرتے نظر آتے ہیں اُس پر کہا جاتا ہے کہ یہ پی ٹی آئی والے ہیں ابھی تک اُن کو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ عوامی سطح پر پاکستان میں جب پی ٹی آئی اہل پاکستان کی عظیم اکثریت کے دلوں میں بستی ہے تو اُس کا نتیجہ بیرون پاکستان بھی یہی نکلے گا۔ کس کس کو کہو گے کہ یہ تو پی ٹی آئی والے ہیں۔

ہر گزرتے ہوئے دن کے ساتھ حکومت کی عوامی مخالفت بڑھتی جا رہی ہے۔ اُنہیں ایک اور بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ حکومتی مقبولیت میں کمی مہنگائی کی وجہ سے ہے لہٰذا مہنگائی کی کمی کی جھوٹی خبریں اخبارات میں شائع کروا رہے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مہنگائی کا رول ان کی عدم مقبولیت میں دس پندرہ فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ پنجاب کے عوام اگرچہ کوئی ایسے بہادر تو خود بھی نہیں ہیں لیکن بہادری کے دلدادہ بہت ہیں اور بزدلی سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ مسلم لیگ کے سربراہ کی مقبولیت جو کسی زمانہ میں یقیناً بہت زیادہ تھی، مقبولیت سے

بدترین نفرت میں بدل چکی ہے۔جس کی اصل وجہ اُن کا کبھی جدہ اور کبھی لندن کی طرف راہِ فرار اختیار کرنا ہے اور وہ عمران خان جنہیں اپنی حکومت کے آخری دنوں میں انتہائی عدم مقبولیت کا سامنا تھا آج مقبولیت کی معراج پر صرف اس وجہ سے ہیں کہ اُس نے بہادری سے اور ڈٹ کر بدترین جیل میں جسمانی و ذہنی اذیت کا مقابلہ کیا۔تمام حکومتی آفر یہ کہہ کر مسترد کر دیں کہ میں جیل میں مرجاؤں گا کسی سے NRO نہیں لوں گا۔

راقم کی رائے میں عمران خان کا مقدر یا قبر ہے یا باعزت رہائی۔ یاد رکھیے کہ عوام کسی کا لحاظ نہیں کرتے اگر اُنہیں محسوس ہوا کہ اُس کی رہائی کسی ایسی ڈیل سے ہوئی ہے جو باعزت نہیں ہے اور اُس کے بنیادی اصولوں سے متصادم ہے تو عوام لحاظ کسی کا نہیں کریں گے۔اس صورت میں عمران خان کی مقبولیت کا گراف بھی نیچے آئے گا جیسے لڈو کے کھلاڑی کو سانپ ڈس کر پتال میں پہنچادیتا ہے۔

راقم کو ریاستی سطح پر جو انتہائی مہلک اور تشویشناک نقصان نظر آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ 26 نومبر 2024ء کے سانحہ نے KPK کے پشتونوں کو بہت زیادہ مشتعل کر دیا ہے۔ پٹھان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ دوستی تو زندگی بھر نبھاتا ہے لیکن دشمنی کو قبر تک لے جاتا ہے۔ اللہ پاکستان کی حفاظت کرے اور پاکستان کے دشمنوں کو ناکام اور نامراد کرے، لیکن اس کے لیے پاکستانیوں کو بہت کچھ کرنا ہوگا۔ہم دہشت گردی کی شدید مذمت کرتے ہیں لیکن جن کا سب کچھ اُجڑ جائے اُن کے لیے اپنے جذبات ہی نہیں دماغی توازن کو برقرار رکھنا بھی بہت مشکل ہو جاتا ہے۔اچھے بھلے لوگوں پر دیوانگی طاری ہوجاتی ہے۔ جہاں تک دہشت گردی کا تعلق ہے۔

راقم کی رائے میں دہشت گردی بھی صرف اور صرف بندوق کے زور پر ختم نہیں ہو سکے گی۔ اس ناسور کو ختم کرنے کے لیے مذاکرات اور افہام و تفہیم سے کام لینا ہوگا۔ بندوق کا استعمال آخری حربہ ہونا چاہیے۔سوال یہ ہے کہ ملک میں سیاسی استحکام کے لیے کیا کیا جائے؟ جواب تو بڑا سیدھا سا ہے کہ کوئی اپنے حق اور اپنی حد سے تجاوز نہ کرے۔ کاش!فریقین کو یہ بات سمجھ آ جائے تو مسئلہ حل ہوتے دیر نہیں لگے گی۔ بہت بڑا سوالیہ نشان یہ ہے کہ طاقتوروں کا دستِ شفقت اور سہارا ہونے کے باوجود آخر یہ حکومت کیوں لڑکھڑا رہی ہے، کیوں ملک کو سیاسی استحکام حاصل نہیں ہو رہا،معیشت سنبھلنے کا نام کیوں نہیں لے رہی IMF ہر دوسرے روز نئی سے نئی شرائط لگا رہا ہے۔حکومتی وزراء کے بیانات سے بدحواسی کیوں ٹپک رہی ہے اُنہیں کس چیز کا کھٹکا لگا ہوا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ پاکستان میں آج تک کوئی انتخابات بھی صاف اور شفاف نہیں ہوئے، 2018ء کے انتخابات پر بھی بڑے سوال اٹھے تھے، لیکن راقم نہیں سمجھتا کہ فروری 2024ء سے پہلے کے انتخابات میں کبھی 8 یا 10 فی صد سے زیادہ دھاندلی ہوئی ہو اور دس بیس سے زیادہ سیٹس اِدھر سے اُدھر ہوئی ہوں لیکن انتخابات کبھی یوں برباد نہیں ہوئے تھے کہ صرف 17 سیٹس جیتنے والی جماعت کو 87 سیٹس الاٹ کر دی جائیں اور ایم کیو ایم جو کراچی سے ایک سیٹ بھی جیت نہ پائی تھی سارا کراچی اُس کے حوالے کر دیا جائے۔8 فروری کے انتخابات کے نتائج کو سرے سے ہی بدلنے کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا ہے کہ عوام کا ووٹ اور جمہوری نظام سے اعتماد اُٹھ گیا۔حقیقی خدشہ یہ ہے کہ انتہا پسندی اور دہشت گردی میں اضافہ نہ ہوجائے لہٰذا حکومت اور ریاستی اداروں کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ عوام کا اعتماد بحال کریں۔انتہا پسندی اور دہشت گردی کے ناسور کا خاتمہ کرنے کے لیے عوام کا اعتماد حاصل کرنا لازم ہے جو اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک مینڈیٹ اُس کے حقیقی حق داروں کو لوٹا نہ دیا جائے اور ووٹ کو صحیح معنوں میں عزت دی جائے۔

❀❀❀

دعائے مغفرت

اِنّا للہ وَاِنّا الیہ راجعون

☆ تنظیم اسلامی ممتاز آباد کے رفیق محترم سید راشد عباس کے بڑے بھائی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0300-6372561

☆ تنظیم اسلامی ملتان شہر کے مبتدی رفیق ملک امین جاوید کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0300-9419341

☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے مبتدی رفیق محترم محمد عزیز خان کے بھائی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0345-2142280

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے رفیق محترم عاطف جمیل کا بھانجا (محمد انس فیضان، رفیق تنظیم اسلامی، ریاض، سعودی عرب) وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0313-9155970

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاءاللہ

"قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد" (حلقہ فیصل آباد) میں

27 تا 29 دسمبر 2024ء (بروز جمعۃ المبارک بعد نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

نوٹ: مدرسین کورس کے لیے درج ذیل کتابچہ کے مطالعہ کا اہتمام فرمائیں۔

☆ قرآن کے نام پر اُٹھنے والی تحریکات اور ان کے بارے میں علماءِ کرام کے خدشات۔

اور

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: مدرسین ریفریشر کورس میں درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں: ☆ منتخب نصاب کے دروس کا باہمی ربط

زیادہ سے زیادہ مدرسین پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-7914988 / 041-8732325

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

نیوٹرلز کا کوئی اتحاد ہو جو مسلم اُمہ کے مفادات کا تحفظ کر سکے ورنہ دشمن طاقتیں ایک ایک کر کے مسلم ممالک کو زیر کرتی چلی جائیں گی: خورشید انجم

شام کی فرقہ وارانہ تقسیم مسلمانوں کے حق میں ہرگز نہیں ہے بلکہ اس سے اسرائیل اور امریکہ کو فائدہ پہنچے گا: آصف لقمان قاضی

اسرائیل غزہ کے بعد لبنان، شام، ایران اور یمن تک حملے کر رہا ہے، ان حالات میں سعودی عرب میں فیشن شو کا انعقاد لمحہ فکریہ ہے: رضاء الحق

عالم اسلام کے الجھے معاملات کا اصل سبب ایک ہی ہے کہ ہم نے وہ مشن چھوڑ دیا جو اللہ کے آخری نبی ﷺ ہمیں سونپ کر گئے تھے: ڈاکٹر ضمیر اختر خان

میزبان: وسیم احمد

اسرائیل لبنان معاہدہ اور شام کی موجودہ صورتحال کے موضوعات پر پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: حال ہی میں امریکہ کی ثالثی میں لبنان اور اسرائیل کے درمیان جنگ بندی کا معاہدہ ہوا ہے لیکن زمانہ گواہ ہے کہ اسرائیل نے کبھی بھی ایسے معاہدوں کی پاسداری نہیں کی۔ آپ اس معاہدہ کا مستقبل کیا دیکھتے ہیں؟

خورشید انجم: پہلی بات یہ ہے کہ وہ اسرائیل نہیں بلکہ مقبوضہ فلسطین ہے جس پر صہیونیوں نے غاصبانہ قبضہ کیا ہوا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے کبھی عہد کی پاسداری نہیں کی۔ قرآن مجید میں سورۃ النساء میں ذکر ہے:

''تو (ہم نے ان پر لعنت کی) ان کے عہد کو توڑنے اور اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرنے اور انبیاء کو ناحق شہید کرنے اور ان کے یہ کہنے کی وجہ سے (کہ) ہمارے دلوں پر غلاف ہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے تو (ان میں سے) بہت تھوڑے ایمان لاتے ہیں۔'' (النساء:155)

اسی طرح سورۃ المائدہ میں بھی ذکر ہے: ''تو ان کے عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دل سخت کر دیئے۔ وہ اللہ کی باتوں کو ان کے مقامات سے بدل دیتے ہیں اور انہوں نے ان نصیحتوں کا بڑا حصہ بھلا دیا جو انہیں کی گئی تھیں اور تم ان میں سے چند ایک کے سوا سب کی کسی نہ کسی خیانت پر مطلع ہوتے رہو گے۔'' (المائدہ:13)

وہ تمام جرائم جن کی وجہ سے اللہ نے ان پر لعنت کی ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ عہد کو توڑنے والے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے دور میں ان کے تین قبائل مدینہ میں تھے۔ ان تینوں نے عہد شکنی کی جس کی وجہ سے انہیں مدینہ سے نکالا گیا۔ عہد شکنی ان کی فطرت میں شامل ہے اور یہ ان کی مستقل روش ہے۔ 27 نومبر کو حالیہ معاہدہ ہوا ہے اور 29 نومبر سے انہوں نے اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جنوبی بیروت پر بمباری شروع کر دی، اس کے جواب میں حزب اللہ نے بھی راکٹ فائر کیے ہیں۔ اصل میں اسرائیل چاہتا ہے کہ لبنان خود حزب اللہ کو کنٹرول کرے اور اسے غیر مسلح کرے تاکہ اسرائیل اپنی ساری توجہ غزہ پر مرکوز کر سکے۔ ظاہر ہے اس کے بعد پھر لبنان کی باری دوبارہ آئے گی کیونکہ صہیونی لبنان، اردن اور مصر کے ڈیلٹا کو گریٹر اسرائیل میں شمار کرتے ہیں۔ معاہدے کے بعد اسرائیل ایک ہفتے کے اندر 54 مرتبہ خلاف ورزیاں کر چکا ہے۔ لہٰذا اسرائیل سے یہ امید رکھنا کہ وہ کسی معاہدے کی پاسداری کرے گا احمقانہ طرز عمل ہوگا۔

سوال: شام میں ہیئت تحریر الشام (STH) کے نام سے ایک عسکری گروہ نے حلب پر قبضہ کر لیا ہے۔ کہا جا رہا ہے اس گروہ کو امریکہ اور ترکی کی آشیر باد حاصل ہے، القاعدہ کے ساتھ بھی اس کے لنکس ہیں اور کافی عرصہ سے وہاں متحرک ہے اور حلب پر قبضہ کے بعد اس کی پیش قدمی جاری ہے۔ شام کے صدر بشارالاسد کے لیے یہ کتنا بڑا چیلنج ہے؟

رضاء الحق: 2011ء میں جب عرب سپرنگ اپنے عروج پر تھی اور مختلف ممالک میں تختے الٹے جا رہے تھے تو اس وقت بھی مغربی طاقتوں نے اس صورتحال سے فائدہ اُٹھایا۔ پہلے تیونس میں سب کچھ بدلا گیا، پھر مصر میں عرب سپرنگ کے نتیجے میں بننے والی اخوان المسلمون کی عوامی حکومت کا تختہ اُلٹ کر جنرل سیسی کو مصر کا حکمران بنایا گیا۔ اسی طرح لیبیا میں کرنل قذافی کی حکومت گرائی گئی۔ شام میں بھی خانہ جنگی شروع کرائی گئی لیکن پھر معاملہ رُک گیا کیونکہ روس نے سلامتی کونسل کی اس قرارداد کو ویٹو کر دیا جو شام پر حملے کے لیے پیش کی گئی تھی۔ روس کی مجبوری یہ ہے کہ اس کا گرم پانیوں تک رسائی کا واحد ذریعہ طرطوس کی بندرگاہ ہے جس کے حوالے سے شامی حکومت کے ساتھ اس کا معاہدہ ہے۔ ایران بھی شامی حکومت کی مدد کرتا ہے۔ اب STH نامی گروہ جس نے حلب پر قبضہ کیا اور ادلب میں بھی کافی حد تک کارروائیاں کی ہیں بشارالاسد کے لیے چیلنج تو ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ بشارالاسد اس پر قابو پا لے گا کیونکہ بشارالاسد کو روس اور ایران کی حمایت حاصل ہے۔ روس نے شامی فوج کے ساتھ مل کر حلب میں اس گروہ کے ٹھکانوں پر حملے بھی کیے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف امریکہ اس گروہ کی مدد کر رہا ہے۔ تاہم اسرائیل اس صورتحال سے زیادہ فائدہ اُٹھائے گا کیونکہ وہ چاہتا ہے دنیا کی نظریں غزہ سے ہٹ کر کہیں اور لگ جائیں۔

سوال: اسرائیل اگر حزب اللہ کے ساتھ لبنان میں جنگ بندی کا معاہدہ کر سکتا ہے تو حماس کے ساتھ غزہ میں ایسا معاہدہ کرنے میں اسے کیا مسئلہ ہے؟

آصف لقمان قاضی: اصل میں حزب اللہ کی طرف سے اسرائیل پر جو حملے ہو رہے ہیں، وہ نیتن یاہو کے لیے پریشانی کا باعث ہیں کیونکہ نیتن یاہو کا اصل ہدف اس وقت غزہ کو مسمار کرنا اور پورے فلسطین پر قبضہ کرنا ہے، اس میں جتنی رکاوٹ اور طوالت آ رہی ہے اتنا ہی نیتن یاہو کے لیے اپنی سیاسی موت کا خطرہ بھی بڑھ رہا ہے۔ اس لیے وہ

چاہتا ہے کہ فی الحال لبنان کی طرف سے توجہ ہٹا کر ساری توجہ غزہ پر مرکوز کر سکے۔

سوال: حلب پر STH کے قبضہ کو آپ کس نظر سے دیکھ رہے ہیں اور آپ کے خیال میں اس کے نتیجہ میں آئندہ چند ماہ میں مشرقِ وسطیٰ میں کیا تبدیلیاں رونما ہونے والی ہیں؟

آصف لقمان قاضی: شام کی صورتحال پیچیدہ ہوتی جا رہی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہاں متعدد گروہ متحرک ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ وہاں پر اس وقت امریکہ، روس، ایران اور ترکی کے فوجی بھی موجود ہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ شام کی سرحدیں لبنان اور فلسطین کے ساتھ بھی لگتی ہیں۔ فلسطین میں اس وقت جو مزاحمت کی تحریک چل رہی ہے اس کے اثرات بھی شام کے متحارب گروہوں پر پڑ رہے ہیں۔ شام کی 75 فیصد آبادی سنّی ہے لیکن علویوں کے ایک قلیل گروہ نے شام پر عرصہ دراز سے قبضہ کیا ہوا ہے اور 2011ء اور 2016ء میں بھی سنّیوں پر مظالم کی انتہا کی گئی تھی، ان کے شہروں اور دیہاتوں کو برباد کر دیا گیا، ان کی املاک پر قبضے کر لیے گئے۔ یہ عنصر بھی شام کی صورتحال پر اثر انداز ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ شامی حکومت ایران کی اتحادی ہے اور ایران کی اسرائیل کے ساتھ کشیدگی ہے۔

سوال: کیا STH کے حلب پر قبضہ سے مشرقِ وسطیٰ میں دہشت گردی کا ایک نیا محاذ نہیں کھل جائے گا؟

آصف لقمان قاضی: STH بہت سے عسکری گروہوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں ایسے عناصر بھی شامل ہیں جن کا تعلق القاعدہ اور داعش کے ساتھ بھی ہے۔ وہاں شیعہ سنّی تنازعات بھی ہیں۔ یہ فرقہ وارانہ تقسیم مسلمانوں کے حق میں ہرگز نہیں ہے بلکہ اس سے اسرائیل اور امریکہ کو فائدہ پہنچے گا۔ عسکریت کی بجائے مذاکرات کے ذریعے سیاسی حل نکال لیا جاتا تو وہ زیادہ بہتر تھا۔ شام کے تمام گروہ مل کر کسی ایک دستور پر اتفاق کر لیں۔ ایسا نہیں ہوگا تو تقسیم در تقسیم سے خونریزی اور فساد پھیلے گا۔ جبکہ اس وقت مسلم عوام کی خواہش ہے کہ تقسیم در تقسیم سے بچا جائے۔

سوال: فلسطینی اتھارٹی کے صدر محمود عباس نے عندیا دیا ہے کہ وہ خرابی صحت کے باعث شاید اپنی صدارت جاری نہ رکھ سکیں اور انہوں نے اپنا جانشین بھی مقرر کرنے کی بات کی ہے۔ کیا واقعی یہی وجہ ہو سکتی ہے یا اس کے پس پردہ حقائق کچھ اور ہیں؟

آصف لقمان قاضی: اس میں دیگر وجوہات بھی شامل ہیں اور ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ اس وقت غزہ کی جنگ کا سیاسی حل تلاش کرنے کے لیے مذاکرات بھی زیرِ غور ہیں۔ اس حوالے سے دو طرفہ قیدیوں کی رہائی، اسرائیلی فوج کا غزہ سے انخلاء، غزہ کا آئندہ کا سیٹ اپ کیا ہوگا، کس کی حکومت ہوگی، یہ ساری باتیں زیرِ غور ہیں۔ لہٰذا ایک کوشش یہ بھی ہو سکتی ہے کہ محمود عباس کی جگہ کسی ایسے شخص کا نام سامنے لایا جائے جس پر حماس اور الفتح دونوں کا اتفاق ہو کیونکہ حماس کو اس وقت پورے فلسطین میں عوامی حمایت حاصل ہے۔ امریکہ اور اسرائیل کی ترجیح یہ ہے کہ مذاکرات الفتح کے ساتھ ہوں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ الفتح کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کر سکتے ہیں جبکہ حماس کی کوشش ہے کہ مذاکرات اُس کے ساتھ ہوں۔ اس لیے کوئی متفقہ شخص سامنے لانے کی کوشش ہو سکتی ہے۔

امریکہ اور اسرائیل کی ترجیح ہے کہ مذاکرات الفتح کے ساتھ ہوں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ الفتح کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کر سکتے ہیں۔

سوال: شام کے شہر حلب پر STH کا قبضہ ہو چکا ہے، اطلاعات کے مطابق اس گروہ کی پشت پر امریکہ بھی ہے جو کہ اسرائیل کا حلیف ہے۔ کیا ایران اور روس اس قبضہ کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر لیں گے؟

خورشید انجم: 2011ء میں بھی بشار الاسد کے خلاف بغاوت ہوئی تھی، پھر 2016ء میں بھی معاملہ اُٹھا تھا لیکن اس وقت باغیوں کو اتنی کامیابی نہیں ہوئی تھی مگر اب انہوں نے حلب میں بشار الاسد کی رہائش گاہ پر بھی قبضہ کر لیا ہے، اس کے علاوہ دو تین شہروں کے ایئرپورٹس، جیلوں اور سرکاری عمارات پر بھی ان کا قبضہ ہے۔ یہاں تک کہ بشار الاسد کی فوج کے کئی اسلحہ ڈپو اور ٹینک بھی باغیوں کے قبضے میں آ چکے ہیں۔ تازہ اطلاعات کے مطابق بھاری جانی نقصان اُٹھانے کے باوجود بھی STH کی پیش قدمی جاری ہے۔ یہ اطلاعات بھی ہیں کہ انہوں نے روس کا ایک بمبار طیارہ بھی مار گرایا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس گروہ کے پاس عسکری صلاحیت ہے۔ ایرانی وزیر خارجہ عباس عراقچی نے یہ الزام لگایا ہے کہ اس کے پیچھے اسرائیل اور امریکہ کا ہاتھ ہے۔ لیکن اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو افغانستان میں بھی امریکہ ملوث تھا لیکن پھر وہی مجاہدین امریکہ کے خلاف بھی لڑے اور انہوں نے وہاں اپنی حکومت بھی بنائی ہے۔ اسی طرح شام میں بھی جو جنگ رہی ہے اس کے نتیجہ میں ایسے گروہ پیدا ہو چکے ہیں جو اپنے ملک کی باگ ڈور خود سنبھالنا چاہتے ہیں اسی لیے STH نے لوگوں کے لیے عام معافی کا اعلان بھی کیا ہے، لوگوں کو اپنے گھروں میں رہنے کی اجازت بھی دی ہے اور عوام کی حمایت بھی اسے حاصل ہے۔ لہٰذا بہتری کی اُمید کی جا سکتی ہے۔ احادیث میں بھی جس طرح خراسان کا ذکر ہے اسی طرح شام کا بھی ذکر ہے کہ اس میں ایمان ہوگا۔ شام میں ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور وہ دجال کو قتل کریں گے۔ اس لحاظ سے یہ سارا علاقہ مستقبل کے منظر نامے میں بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

رضاء الحق: جو بائیڈن نے حال ہی میں یوکرائن کو اجازت دی ہے کہ وہ لانگ رینج میزائلز روس کے خلاف استعمال کر سکتا ہے اور اس نے استعمال بھی کیے ہیں۔ دوسری طرف روسی صدر نے بھی ایک ایگزیکٹیو آرڈر پاس کیا ہے کہ اگر کوئی روس پر روایتی اسلحہ کے ساتھ بھی بڑا حملہ کرتا ہے تو روس جوابی طور پر ایٹمی حملہ کرے گا اور اگر روس کے اتحادیوں میں سے کسی پر حملہ ہوتا ہے تو روس اس کی ایٹمی ہتھیاروں سے مدد کرے گا۔ اس طرح ایک بڑی جنگ کی طرف جانے کا اندیشہ پیدا ہو چکا ہے۔

سوال: غزہ میں اسرائیل مسلمانوں کی نسل کشی جاری رکھے ہوئے ہے، اطلاعات کے مطابق اب تک 44 ہزار مسلمان شہید ہو چکے ہیں اور 1 لاکھ سے زائد زخمی ہیں، غزہ کھنڈر بن چکا ہے جبکہ دوسری طرف محمد بن سلمان امریکی ثالثی میں اسرائیل سے تعلقات میں مزید پیش قدمی چاہتے ہیں۔ تعلقات اُستوار کرنے کی یہ امریکی مہم اس وقت کس مرحلہ میں ہے؟

رضاء الحق: حماس کے طوفان الاقصیٰ آپریشن سے قبل محمد بن سلمان کا فوکس نیوز کو انٹرویو تھا کہ سعودی عرب اب روشن خیالی کی طرف جا رہا ہے جس سے معاشی ترقی بھی بڑھے گی۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم سیاحت کو فروغ دیں گے، کنسرٹس کروائیں گے اور ماڈریٹ اسلام کو لے کر آئیں گے۔ سعودی عرب کے پہلے حکمران مذہب کے معاملے میں سخت تھے لیکن ہم نرمی لائیں گے، خواتین کو ہر قسم کی آزادی دیں گے اور ہم اسرائیل کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے کے بہت قریب ہیں وغیرہ۔ لیکن 7 اکتوبر 2023ء کو حماس کے طوفان الاقصیٰ آپریشن کے بعد سعودی ولی عہد کے یہ منصوبے پس منظر میں چلے گئے۔ موجودہ حالات میں جبکہ اسرائیل غزہ میں مسلمانوں کا خون بہا رہا ہے، لبنان، شام، ایران اور یمن تک حملے کر رہا ہے، اس جنگ میں امریکہ بھی کھل کر اسرائیل کی مدد کر رہا ہے، نئے امریکی صدر نے بھی حماس کو دھمکی دی ہے، جبکہ دوسری طرف

سعودی ولی عہد کا ایسا طرزِ عمل نہایت افسوسناک ہے۔ حالانکہ عالمی فوجداری عدالت نے نیتن یاہو اور سابق اسرائیلی وزیر دفاع کے وارنٹ گرفتاری جاری کیے ہیں اور کہا ہے کہ ان دونوں نے غزہ میں غذائی قلت کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ یہاں تک کہ اٹلی، انگلینڈ اور فرانس نے بھی کہا ہے کہ وہ عالمی قانون کی پاسداری کریں گے اور اگر یہ دونوں مجرم ہمارے ملک میں آئیں گے تو ہم انہیں گرفتار کریں گے۔

سوال: حال ہی میں سعودی عرب کے شہر ریاض میں منعقدہ ایک فیشن شو کے متعلق متنازعہ ویڈیو سامنے آئی جو بعد میں جھوٹی ثابت ہوئی البتہ سعودی عرب تیزی سے جدیدیت کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

ڈاکٹر ضمیر اختر خان: متنازعہ ویڈیو کے حوالے سے سعودی حکومت کا تردید پر مبنی موقف سامنے آگیا ہے۔ اس لیے اس پر ہم کوئی بات نہیں کریں گے البتہ جو فیشن شو ہوا ہے اس میں کیٹ واک بھی ہوئی ہے، راگ و رنگ کی محافل بھی سجائی گئی ہیں اور یہ دراصل محمد بن سلمان کے ویژن 2030ء کا ہی حصہ ہے۔ ان کا موقف ہے کہ چونکہ تیل کی پیداوار کم ہورہی ہے اس لیے متبادل کے طور پر ہم سیاحت کو فروغ دے رہے ہیں تاکہ معیشت کا انحصار تیل پر کم سے کم ہو جائے لیکن سیاحت کے فروغ کے لیے ان کا طریقہ دراصل مغرب کی نقالی والا ہے جس سے اسلامی اقدار و تہذیب کے مسمار ہونے کا اندیشہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حجاز کو جہالت قدیمہ سے نکال کر اسلام کی روشنی سے منور کیا تھا مگر محمد بن سلمان حجاز مقدس کو دوبارہ جاہلیت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ یہ قابل مذمت ہے اور موجودہ حالات کے تناظر میں بھی ہرگز مناسب نہیں ہے۔

سوال: مشرق وسطیٰ عملی طور پر بارود کے ڈھیر پر کھڑا ہے۔ اعداد و شمار یہ بتاتے ہیں کہ دوسری جنگ عظیم سے زیادہ بارود اس خطے میں اب تک گرا دیا گیا ہے۔ دوسری طرف مسلم ممالک چھوٹے چھوٹے مسائل میں الجھے ہوئے ہیں۔ ان حالات میں تنظیم اسلامی کا پاکستانی حکمرانوں اور اُمت مسلمہ کے لیے کیا پیغام ہے؟

خورشید انجم: خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد مسلم اُمت کو چھوٹے چھوٹے ٹکروں میں تقسیم کرکے قومی ریاستوں کا تصور دینے کا مقصد ہی یہی تھا کہ یہ اپنے مسائل میں اُلجھے رہیں۔ چنانچہ ہر ملک اپنے مفاد کو ترجیح دے رہا ہے۔ جیسا کہ نعرہ تھا: ”سب سے پہلے پاکستان۔“ جب یہ سوچ ہوگی تو پھر اُمت کا تصور تو ختم ہوگیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ زیادہ تر مسلم ممالک کے حکمران عوام کی رائے سے حکومت میں نہیں آئے بلکہ جابرانہ طور پر مسند اقتدار پر قابض ہیں۔ جیسا کہ عرب بادشاہتیں ہیں۔ ان کی اولین ترجیح یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح ان کا اقتدار بچا رہے۔ اس کی خاطر وہ امریکہ اور دیگر عالمی قوتوں کے ہر حکم کو مانتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ متحد ہونے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ تاہم اس مسئلے کا حل یہی ہے کہ نیٹو طرز پر کوئی اتحاد ہو جو مسلم امہ کے مفادات کا تحفظ کرسکے ورنہ دشمن طاقتیں ایک ایک کرکے مسلم ممالک کو زیر کرتی چلی جائیں گی۔ ابھی اسرائیل غزہ پر قبضے کی

> **پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا لیکن 77 سال میں اسلام کی طرف کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ کہنے کو قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوگی لیکن یہاں سب کچھ ہورہا ہے۔**

کوشش کررہا ہے، پھر وہ لبنان کی طرف بڑھے گا، اس کے بعد شام، اردن، مصر اور سعودی عرب کے علاقوں پر بھی قبضہ کرے گا۔ احادیث میں جیسے ذکر ہے کہ اسلامی لشکر امام مہدیؑ کی مدد کے لیے جائیں گے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ یہاں اسلامی حکومت قائم ہو۔ یہی اُمت مسلمہ اور فلسطینیوں کی اصل مدد ہوگی۔ خلافت جیسی بھی ہوگی وہ مسلمانوں کے مفاد میں ہوگی۔ شیخ الہندؒ جب انگریزوں کی قید میں تھے تو انہوں نے انگریز وارڈن سے پوچھا تھا کہ تم ہماری خلافت کے درپے کیوں ہو حالانکہ وہ ویسے بھی کمزور ہو چکی ہے۔ انگریز وارڈن نے کہا تھا کہ خلافت جیسی بھی ہے، اگر خلیفہ نے جہاد کا حکم دے دیا تو پوری دنیا کے مسلمان جہاد کے لیے اکٹھے ہو جائیں گے۔ انگریز تو اس حقیقت کو سمجھتے تھے لیکن ہم نہیں سمجھ پائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ اور ادراک عطا فرمائے۔

ڈاکٹر ضمیر اختر خان: مشرق وسطیٰ کی صورتحال اور عالم اسلام کے معاملات جس طرح الجھے ہوئے ہیں اس کا اصل سبب ایک ہی ہے کہ ہم نے وہ مشن چھوڑ دیا جو اللہ کے آخری نبی ﷺ ہمیں سونپ کر گئے تھے۔ وہ مشن یہ تھا کہ ہم نے دین کو دنیا میں غالب اور قائم کرکے عدل وانصاف کا ایک نمونہ پیش کرنا ہے، دنیا کے معاملات کو، نظام کو اپنے کنٹرول میں لینا ہے۔ یہ اس اُمت کی ذمہ داری ہے لیکن بدقسمتی سے اُمت اس فریضہ سے منحرف ہوگئی۔ جیسا کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا لیکن 77 سال میں باقی سارے کام ہوئے ہیں لیکن اسلام کی طرف کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ کہنے کو قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوگی لیکن یہاں سب کچھ ہورہا ہے۔ ہمارے حکمران اصل میں آزاد نہیں ہیں، وہ امریکہ کے غلام ہیں۔ ان کو سمجھ آجانی چاہیے کہ حل صرف ایک ہے کہ اپنے رب کی طرف رجوع کریں، نبی اکرم ﷺ کے ساتھ وفاداری کا عہد نبھائیں، اپنے اپنے ملکوں میں اللہ کے دین کو غالب کریں اور ایک اُمت بن جائیں۔ بدقسمتی سے ہمارے حکمران قومی ریاستوں کا تصور لے کر بیٹھے ہوئے ہیں اس وجہ سے ہم اپنے ملکوں میں مقید ہو چکے ہیں۔ اپنی جغرافیائی حدود سے نکل نہیں پا رہے۔ اسلام نے تو بالآخر غالب ہونا ہے۔ یہ نبی اکرم ﷺ کی طرف سے دی گئی خبریں ہیں۔ اصل امتحان ہمارا ہے کہ کون اللہ کے دین کے ساتھ کھڑا ہوگا۔ تنظیم اسلامی اور اہل پاکستان کو اللہ نے موقع دیا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر یہاں اسلام کو غالب کریں۔ اگر ہم اس میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو یقیناً یہ پورے عالم کے مسلمانوں کے لیے ایک مشعل راہ ہوگا۔ اگر ہم اہل پاکستان اس راہ پر چلیں گے تو ان شاء اللہ ہمیں بھی اللہ کی مدد حاصل ہوگی اور ہم بھی امن اور استحکام پائیں گے۔ ہمارا پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے یہی پیغام ہے کہ وہ اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کے لیے کھڑے ہوجائیں۔ اس کے نتیجہ میں اللہ کی مدد آئے گی۔ ان شاء اللہ!

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ خورشید انجم: مرکزی ناظم نشرواشاعت اور تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی پاکستان۔

2۔ آصف لقمان قاضی: ڈائریکٹر امور خارجہ جماعت اسلامی پاکستان

3۔ رضاء الحق: نائب ناظم نشرواشاعت اور ریسرچ سکالر تنظیم اسلامی پاکستان

4۔ ڈاکٹر ضمیر اختر خان: نائب ناظم رابطہ وقانونی امور تنظیم اسلامی پاکستان

میزبان: وسیم احمد، نائب ناظم نشرواشاعت تنظیم اسلامی پاکستان۔

گراں ہو گئی حیات......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

برق رفتار مواصلاتی ذرائع کے ہاتھوں دنیا سمٹ گئی ہے۔ اس عالمی گاؤں میں ہر ملک ایک بڑا خاندان ہے جس کی کھڑکیاں دروازے چہار جانب کھلتے ہیں۔ مناظر، آوازیں باہر دور دور تک سنی دیکھی جاسکتی ہیں۔ مثلاً غزہ کے دھماکے، دھواں، چیخ وپکار، ملبے باہر تک پوری دنیا دیکھ سن سکتی ہے۔ دردمند غزہ کو دیکھتے، مدد کی کوشش کرتے اور دعائیں دیتے ہیں بے قرار ہو کر۔ پاکستان میں عجب تماشے آئے روز برپا رہتے ہیں۔ بعض بدتہذیب بچے کھڑکیاں کھول کر باہر آوازیں دیتے، چیختے چلاتے، ہائے وائے پکارتے ہیں۔ دوسروں کو دخل اندازی پر اکساتے ہیں۔ دھرنا در دھرنا چلتے چلتے فائنل کال تک بات آن پہنچی۔ اس مرتبہ دھرنے میں خواتین کی کارفرمائی سے نند، بھاوج قضیہ اضافی تھا۔ سر پر کفن باندھنے سے لے کر کامیابی کا سہرا باندھنے تک کے تذکرے تھے۔ اب خواتین کے سر، سہرا چونکہ بندھ نہیں سکتا تو بدشگونی تو ہو چکی۔

قائد کو حتماً رہا کروانے کے عزم سے شروع ہونے والے دھرنے میں بہت سے خود گرفتار ہو گئے اور قیادت خوف سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگی۔ سب سے بڑا مارچ ہونے کا دعویٰ تھا مگر پھر کوئیک مارچ کرتے سرپٹ دوڑتے جدھر سینگ سمائیں کی کیفیت بن گئی۔ اب باہم اختلافات کی ہاہا کار مچی پڑی ہے۔

بنگلہ دیش ایک انقلاب سے گزر کر قومی یکجہتی کے ساتھ احتیاط سے مستحکم ہونے کی منزلیں طے کر رہا ہے۔ اندرونی، بیرونی دشمنوں کو یہ تبدیلی ہضم نہیں ہو رہی۔ عبوری حکومت بین الاقوامی برادری اور اندرونی معاملات پر عمدہ گرفت کے ساتھ اقدامات کر رہی ہے۔ عوام کا اعتماد اسے حاصل ہے۔ ان کی درخواست پر ہیگ میں عالمی فوجداری عدالت (ICC) اس پر تیار ہے کہ وہ بنگلہ دیش کے بین الاقوامی کرائمز ٹربیونل (ICT) کی مدد کرے جو، جولائی اگست سے (حسینہ واجد حکومت میں) اجتماعی قتل کے مقدمے کی سماعت کر رہا ہے۔ نیز میانمر فوج کے کمانڈر انچیف من آنگ کے وارنٹ گرفتاری جاری کرنے کا مطالبہ ICC کے چیف پراسیکیوٹر نے کیا ہے۔ تاکہ روہنگیا آبادی کے خلاف کیے گئے جرائم پر انصاف ممکن ہو۔ ان مظالم کی بنا پر 10 لاکھ روہنگیا کو زبردستی ملک بدر کیا گیا (2017ء)، ساڑھے 7 لاکھ نے بنگلہ دیش میں پناہ لی۔ انہیں دنیا کی مظلوم ترین آبادیوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔ اب ان کے لیے بھی غزہ کی طرح قتل عام اور اپارتھائیڈ (اچھوت) کی اصطلاح دی گئی ہے۔ بنگلہ دیش حکومت نے ان کے حق میں آواز بلند کی ہے۔ جس پر ICC اقدام کرنے کو ہے۔ یہ خوش آئند ہے کہ حسینہ واجد حکومت سے یکسر مختلف بنگلہ دیش کی عبوری حکومت پاکستان اور امت سے اظہار اخوت کرتی ہے۔ ڈھاکہ یونیورسٹی طلبہ تحریک اور حکومتی مزاج کی عکاس ہے۔ وہاں یکجہتی فلسطین اور علامہ اقبال کے دن منائے گئے۔ کلامِ اقبال پڑھا گیا۔ یوم قائداعظم پر اللہ کی شکرگزاری کی کہ اگر قائداعظم نہ ہوتے تو ہمارا حشر مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کا سا ہوتا! روہنگیا مسلمان عبوری حکومت کی ان کے لیے کشادہ ظرفی اور مدد پر متشکر ہیں۔ ڈاکٹر یونس نے بھرپور جذباتی تقریر میں فلسطین کے ساتھ اظہارِ یکجہتی واخوت کیا۔ آزاد فلسطینی ریاست 1967ء سے قبل کے مطابق (مشرقی یروشلم بطور دار الحکومت) کے قیام کا مطالبہ انہوں نے یوم یکجہتی فلسطین کے تناظر میں کیا۔ کہنے لگے: انقلاب کا دلکش ترین منظر تو یہ ہے کہ ایک سمندر ہے گویا کامیاب، فاتح بنگلہ دیشی عوام کا، بنگلہ دیش اور فلسطین کے جھنڈے ساتھ ساتھ اٹھائے۔ اللہ ہمیں بھی ملّی یکجہتی کی نعمت اسلام کے پرچم تلے عطا فرمائے۔ آمین۔ تاہم یہ مناظر دشمن کے لیے نہایت تکلیف دہ ہیں۔ بھارت تلملا رہا ہے اور اقلیتوں کے نام پر ہندوؤں کے لیے کوئی نہ کوئی ہنگامہ بپا رکھتا ہے۔ اگرچہ بنگلہ دیش میں ہندوؤں کے ساتھ مثالی سلوک، جان ومال کا تحفظ، درگا پوجا میں تعاون اور آزادی کا اہتمام رکھا گیا۔ مگر تمام تر رواداری کا جواب حال ہی میں ایک ہندو تنظیم ہرے کرشنا (Iskcon) نے فساد برپا کر کے دیا۔ یہ ایک شدت پسند تنظیم ہے جو بین المذاہب بدامنی اور شورش پھیلانے کی کارروائیوں میں ملوث ہے۔ اسی بنا پر اس پر ملائیشیا، انڈونیشیا، سعودی عرب اور سابقہ سوویت یونین میں پابندی لگا دی گئی تھی۔ دیگر وسط ایشیائی مسلم ممالک میں بھی اس پر کڑی نگرانی رکھی جاتی ہے۔ ان کے ایک سادھو کرشنا داس ہندو لیڈر کو بنگلہ دیش کے جھنڈے کی بے حرمتی پر گرفتار کیا گیا۔ اس کی ضمانت نہ ہونے پر مشتعل حامیوں نے پتھراؤ، توڑ پھوڑ، غنڈہ گردی کے دوران سرکاری وکیل کو اغوا کر کے قتل کر دیا۔ پولیس نے گرفتاریاں کیں جن میں عوامی لیگ اور خلافِ قانون چھاترا لیگ کے ممبران بھی پٹرول بموں کے ساتھ گرفتار ہوئے۔ بھارت نے اس پر واویلا کیا۔ بنگلہ عوام نے شدید ردعمل دیا۔ وکیل سیف الاسلام کا بہت بڑا جنازہ بار بار ہوا۔ غرض پورا ملک سیف الاسلام کے قتل پر شدید غم وغصے کی لپیٹ میں رہا بلاتفریق۔ Iskcon پر پابندی کا مطالبہ رہا کہ یہ ملک کا امن خراب کرنے کے مرتکب ہیں۔ بھارتی اعتراضات کو آڑے ہاتھوں لیا گیا۔

ادھر یکا یک شام کا نسبتاً خاموش محاذ گرم ہو گیا۔ طویل کہانی جو مشرقِ وسطیٰ میں عرب بہار میں مارچ 2011ء سے شام میں شروع ہوئی تھی۔ نصیری اقلیت سے تعلق رکھنے والے حافظ الاسد کا 30 سالہ دور حکومت اس کی موت پر ختم ہوا۔ باپ کے بعد بیٹے بشار الاسد نے 2000ء میں اقتدار سنبھالا۔ دونوں آمرانہ ادوار میں شدید بے روزگاری، کرپشن رہی، سیاسی آزادی سلب تھی۔ جمہوری حقوق، ظلم وجبر سے نجات اور صدر بشار سے استعفیٰ کے مطالبے کی پرامن تحریک کو بے رحمی سے کچل دیا گیا۔ غزہ کی طرح شہر ملبے کے ڈھیر بن گئے۔ عوام نے اپنے تحفظ کے لیے اسدی فوج کے خلاف ہتھیار اٹھا لیے۔ اسلامی گروپوں کو قوت پاتے دیکھ کر اسد کے بین الاقوامی بہی خواہوں کو تشویش ہوئی! جنگ بڑھی پھیلی۔ اسد کی اپنی شامی فوج کم ساز وسامان اور جبری بھرتی پر مبنی، جذبے سے عاری فوج تھی لہٰذا مسلسل پسپا ہوتی رہی۔ بی بی سی (مئی 2023ء) کے مطابق روسی فضائیہ اور ایرانی فوج کی مدد پر انحصار بہت بڑھ گیا۔ روسی فوجی اڈوں سے روسی فضائیہ 'باغیوں' اور شہریوں کو نشانہ بناتی رہی۔ ایران نے اربوں ڈالر اسد کی مدد پر خرچ کیے۔ ہزاروں مسلح تربیت یافتہ جنگجو بشمول حزب اللہ (لبنان)، عراق، افغانستان (ہزارہ قوم) اور یمن شام میں اسلامی قوتوں سے برسرِپیکار رہے۔ بی بی سی کی یکم دسمبر رپورٹ میں ایک امریکی حکومتی ترجمان کے مطابق بھی شام، روس اور ایران کی مدد پر چل رہا ہے۔ بمباریوں، کیمیائی حملوں، بھوک سے

بلبلاتے شام پر قیامت توڑی گئی۔ بشار الاسد اور عالمی قوتوں کے اکٹھ سے 2.2 کروڑ آبادی میں سے 68 لاکھ شام چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ 20 لاکھ مہاجرین نے خیمہ بستیوں میں سر چھپائے (شدید سرد موسموں میں بھی)۔ غزہ ہم دیکھ چکے۔ عین وہی سب 2.2 کروڑ شامی مسلمانوں پر بیتی! 2020ء میں جنگ بندی کے باوجود ادلب پر بمباریاں جاری رہیں۔ 2023ء میں UN کا کہنا تھا کہ 15.3 ملین شامی انسانی ضروریات کی شدید کمی کا شکار ہیں۔ یواین نے اطلاع دی کہ دنیا کی زبردست بے اعتنائی، اور جنگ و جدل کے ہاتھوں انسانی ضروریات، طبی سہولتوں کا بحران درپیش ہے۔ 400 طبی مراکز پر 60 حملے ہوئے۔ فزیشنز کی ہیومن رائٹس رپورٹ کے مطابق (فروری 2022ء) 942 طبی عملے کے افراد (بشمول ڈاکٹرز) جان بحق ہوئے۔ شہریوں کو شدید بمباریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ (غزہ کی طرح) قصداً آبادیاں بھوکی ماری گئیں انسانی امداد روک کر۔ یہ وہ وقت تھا کہ بھوک سے تڑپنے والوں نے فقہاء سے بلیاں، کتے کھانے کی اجازت مانگی تھی! 2021ء میں جنگ بندی ہوئی۔ 40 لاکھ لوگ شہروں، قصبوں سے دربدر ہو کر ادلب میں رہ رہے ہیں جس پر حیاۃ تحریر الشام (جو دہشت گرد تنظیم ہے!..... اسرائیلی دہشت گرد نہیں، انسان دوست معصوم نیتن یاہو ہوا کرتے ہیں!) اصل قوت ہے اور مقامی انتظامیہ اسلامی حکمرانی کے اصولوں پر انہی کی ہے۔ یہ تمہید طولانی تھی 13 سال کے بعد اب اچانک غیر متوقع طور پر تحریر الشام اور ہمنوا گروپس نے چار دن کے اندر پیش قدمی کر کے 850 مربع کلومیٹر پر محیط دو صوبوں کا مکمل کنٹرول حاصل کر لیا۔ بشار حکومت کے اتحادی دمشق فرار ہو گئے۔ حلب کے 86 اور ادلب کے مزید 22 مقامات پر تحریر الشام ہے۔ اسدی فوجوں کے بھاری ہتھیار، ٹینک، فوجی گاڑیاں، ڈپو قبضے میں آئے۔ درجنوں قیدی بنے جھڑپوں میں ہلاک ہونے والے الگ ہیں۔ قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک مثالی ہے! اب تحریر الشام سے نمٹنے کے بہانے، روس فضائی حملے شروع کر چکا ہے اور امریکہ، مغرب 'دہشت گردی' سے متوحش ہے! اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی نصرت فرمائے۔ پوری دنیا میں دربدر ہوتے مجبور و مقہور شامیوں کے لیے بھی ضمیر عالم بیدار ہو۔ (آمین)

امت پہ کتنی آج گراں ہو گئی حیات
ارزاں بہت ہی خونِ مسلماں ہے اے حضورؐ

❁❁❁

بحث ونظر

یہود کی مذہبی تحریفات اور معصوم مسلمان

تحریر و ترجمہ: خالد نجیب خان

قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے، اس سے قبل تورات، زبور، انجیل اور دیگر صحیفوں کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات اپنے نبیوں اور رسولوں کی وساطت سے بندوں تک پہنچائے ہیں، ان الہامی کتابوں پر ایمان لانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ان پر ایمان لائے بغیر کسی بھی مسلمان کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ قبل از قرآن کتب پر آج ایمان لانے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ان کتابوں میں بیان کئے گئے احکامات پر عمل بھی کیا جائے بلکہ یہ ہے کہ یہ کتابیں اپنے وقت میں اللہ کی سچی کتابیں تھیں۔ جس طرح آج کوئی کتاب جو ہمارے زیر مطالعہ ہے اس کے مندرجات میں بعد از تحقیق کوئی اضافہ مقصود ہوتا ہے تو اُسے نئے ایڈیشن میں شامل کر دیا جاتا ہے اور پھر ہمیشہ کے لیے اُسے ہی شائع کیا جاتا ہے جب تک کہ اُس میں مزید کسی ترمیم کی ضرورت پیش نہ آئے۔ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد چونکہ کوئی نبی اور رسول نہیں آنا اس لیے کسی نئی الہامی کتاب کی بھی قطعاً کوئی ضرورت نہیں رہی۔ پرانی الہامی کتابوں پر ایمان لانے کے بعد اُن کی تعلیمات پر عمل نہ کرنے میں یہی حکمت پوشیدہ ہے کہ اُن پرانی کتب میں لوگوں نے اپنی مرضی سے نہ صرف تحریفات کیں بلکہ اُن تحریفات کو جانتے بوجھتے کتاب کا اصل متن بھی قرار دیتے رہے۔

بڑی الہامی کتابوں میں ترتیب نزولی کے اعتبار سے تورات کا پہلا نمبر ہے۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اُس وقت عطا کی تھی جب اُنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تیس دنوں کے لیے کوہ طور پر بلایا تھا اور جب اُنہیں دس دن کے لیے مزید وہاں روک لیا گیا تو پیچھے اُن کی قوم بہت زیادہ پریشان ہو گئی اور انہوں نے بچھڑے کی پوجا کرنا شروع کر دی۔ واپس آ کر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کا حال دیکھا تو وہ خود بھی بہت رنجیدہ ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات اللہ تعالیٰ نے پتھر کی تختیوں پر لکھی ہوئی دی تھی، گویا اُس میں تحریف کی گنجائش موجود نہیں تھی۔ اس کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے کچھ عرصہ کے بعد بنی اسرائیل کے لوگوں نے من مانی تحریفات کرنا شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادتِ باسعادت سے قبل ہی تورات میں واضح طور پر معنوی اور لفظی تبدیلیاں کی جا چکی تھیں لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دی گئی۔ انجیل میں بے شک کوئی نئی شریعت نہیں تھی بلکہ شریعت موسوی کا ہی اعادہ کیا گیا تھا جو یہودیوں کے لیے قابل قبول نہیں تھا کیونکہ اس سے اُن کے مفادات پر زد پڑتی تھی۔

یہودی ''حاخاموں'' (مفسرین) نے برسوں تورات پر مختلف خود ساختہ شرحیں اور تفسیریں لکھیں ہیں۔

یہودی حاخامات کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے طور سینا پر موسیٰ علیہ السلام پر دو شریعتیں مکتوب شریعت اور زبانی شریعت نازل کیں۔ زبانی شریعت کو ہی اُنہوں نے اصل شریعت قرار دیا ہے، جو اللہ کی مراد اور مکتوب شریعت یعنی تورات کی حقیقی تفسیر ہے۔ یوں یہود میں دُہری شریعت کا آغاز ہوا اور 40 نسلوں تک یہ سرّی شریعت زبانی منتقل ہوتی رہی اور یہودی حاخامی زبانی وسرّی شریعت کی آڑ میں تورات کی من مانی تفسیر کرتے رہے۔ زبانی شریعت کے مکتوب نہ ہونے کی وجہ سے یہودی قوم متعین عقائد پر متفق نہیں تھی۔ ہر یہودی ربی کی اپنی تشریح و تفسیر ہوتی، جس پر اس کے خاندان اور متبعین یقین رکھتے تھے۔ ان تمام شرحوں اور تفسیروں کو حاخام ''یوخاس'' نے 1500ء میں جمع بندی کر کے اس میں کچھ دوسری کتابوں کا جو 230ء اور 500ء میں لکھی گئی تھیں اضافہ کر دیا۔ اس مجموعہ کو ''تلمود'' یعنی تعلیم دیانت و آداب یہود کے نام سے موسوم کیا گیا۔ یہ کتاب یہودیوں کے نزدیک بہت تقدس کی حامل ہے اور تورات و عہد عتیق کے مساوی حیثیت رکھتی ہے۔ (بلکہ تورات سے بھی زیادہ اہمیت کی حامل ہے جیسا کہ گرافٹ نے کہا: جان لو کہ حاخام کے اقوال پیغمبروں سے زیادہ بیش قیمت ہیں)۔

آج مسلمانوں میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو یہودیوں کے حوالے سے خود نرم گوشہ رکھتا ہے اور اپنی زبان و قلم سے دوسروں کو بھی قائل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اُن کے نزدیک اہل غزہ کو اسرائیل اور یہودیوں کے خلاف ''پنگا'' نہیں لینا چاہئے تھا۔ گویا غزہ کی موجودہ صورتحال کی تکلیف اُنہیں اہل غزہ سے زیادہ ہے۔ اُن کے دل میں موجود نرم گوشے کے بارے میں یہی خوش گمانی کی جا سکتی ہے کہ اُن کا مطالعہ محدود ہے۔ اُنہوں نے یہودیوں کی کتابیں تو درکنار، اپنی کتابوں کو بھی پڑھ کر نہیں سمجھا۔ اگر یہ لوگ یہودی کتب کا بھی مطالعہ کر کے ان کو

سمجھنے کی کوشش کریں تو یقیناً وہ اپنی رائے پر رجوع کرلیں گے۔اہلِ یہود کی ایک ویب سائٹ //www.etzion.org.il/en/ پر موجود ایک مضمون میں واضح طور پر لکھا ہے کہ تلمود یہودیوں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنی رفاقت کے غیر ماننے والوں اور غیر اراکین سے جھوٹ بولیں۔ان کی چند مثالیں یہ ہیں۔

صحیفہ:سنہڈرین 59a:''گوئم (غیر یہودی) کو قتل کرنا جنگلی جانور کو مارنے کے مترادف ہے۔''

ابودازارا 26ب:''غیر قوموں میں سے بہترین کو بھی قتل کیا جائے۔''

سنہڈرین 59a:''ایک گوئم جو قانون (تلمود) کی پیروی کرتا ہے، وہ موت کا مجرم (حقدار) ہے۔''

Libbre David 37:''ہمارے مذہبی تعلقات کے بارے میں کسی گوئم کو کچھ بھی بتانا تمام یہودیوں کے قتل کے مترادف ہوگا، کیونکہ اگر گوئم کو معلوم ہو جائے کہ ہم اُن کے بارے میں کیا تعلیم دیتے ہیں، تو وہ ہمیں کھلم کھلا قتل کر دیں گے۔''

Librre David 37:''اگر کسی یہودی سے ربی کی کتابوں کے کسی حصے کی وضاحت کے لیے کہا جائے تو اُسے صرف جھوٹی وضاحت کرنی چاہیے۔ جو بھی اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا، اُسے سزائے موت دی جائے گی۔''

یبھموت 11b:''چھوٹی لڑکی کے ساتھ جنسی تعلق جائز ہے، اگر وہ تین سال کی ہو۔''

Schabouth Hag 6d:''تخریب کاری کے الفاظ استعمال کر کے یہودی جھوٹی قسم کھا سکتے ہیں۔''

ہلکوتھ اکم X1:''گوئیم کو موت کے خطرے سے نہ بچائیں۔''

ہلکوتھ اکم X1:''گوئیم پر رحم نہ کرو۔''

Choschen Hamm 388,15:''اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کسی نے بنی اسرائیل کی رقم گوئم کو دی ہے تو اُسے روئے زمین سے مٹانے کے لیے دانشمندانہ غور و فکر کے بعد کوئی راستہ تلاش کرنا چاہیے۔''

Choschen Hamm 266,1:''کوئی یہودی کسی بھی معزز غیر یہودی سے تعلق رکھنے والے کی کوئی چیز پائے تو اُسے اپنے پاس رکھ سکتا ہے کیونکہ جو کھوئی ہوئی جائیداد (غیر قوموں کو) واپس کرتا ہے وہ فاسقوں کے لیے قانون کی طاقت بڑھا کر قانون کے خلاف گناہ کرتا ہے۔ تاہم، اگر خدا کے نام کی تعظیم کے لیے کیا جائے تو کھوئی ہوئی جائیداد کو واپس کرنا قابل تعریف ہے، یعنی اگر ایسا کرنے سے، عیسائی یہودیوں کی تعریف کریں گے اور انہیں عزت دار لوگ سمجھیں گے۔

The Book of.Szaaloth-Utszabot Jore Dia 17:''جب گوئم پوچھے کہ کیا ہماری کتابوں میں ان کے خلاف کچھ ہے تو ایک یہودی کو جھوٹی قسم کھانی چاہیے۔''

بابا نیکیا 114، 6:''یہودی انسان ہیں، لیکن دنیا کی قومیں انسان نہیں حیوان ہیں۔''

شمعون ہیڈرین، فول۔ D-56:''جب مساحا آئے گا تو ہر یہودی کے پاس 2800 غلام ہوں گے۔''

نیدراچ تالپیوت، ص۔ L-225:''یہوواہ نے غیر یہودی کو انسانی شکل میں پیدا کیا تاکہ یہودی کو درندوں کی خدمت نہ کرنا پڑے۔غیر یہودی اس کے نتیجے میں انسانی شکل میں ایک جانور ہے، اور یہودی کو دن رات خدمت کرنے کی مذمت کی گئی ہے۔''

گاڈ شاس 2:2:''ایک یہودی مرد زنا کر سکتا ہے لیکن کسی غیر یہودی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا۔''

توسیفتہ۔عبدہ زارا B 5:''اگر کوئی غیر یہودی لڑکا کسی لڑکے یا یہودی کو مارتا ہے تو وہ ذمہ دار ہے؛ لیکن اگر کوئی یہودی کسی لڑکے کو مارتا ہے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔''

Choszen,Schulchan Aruch Hamiszpat 388:''یہودی کی مذمت کرنے والے کو ہر جگہ قتل کرنے کی اجازت ہے۔ اس کی مذمت کرنے سے پہلے ہی اُسے قتل کرنے کی اجازت ہے۔''

Choszen,Schulchan Aruch Hamiszpat 348:''دوسری قوموں کی تمام جائیدادیں یہودی قوم کی ہیں، جس کے نتیجے میں، بغیر کسی شکوک کے اس پر قبضہ کرنے کا حقدار ہے۔''

توسیفتہ، عبدہ زارا ہشتم، 5:''ڈکیتی کے لفظ کی تشریح کیسے کی جائے۔ایک گوئم کے لیے چوری کرنا، لوٹنا، یا عورتوں کو لونڈی بنا لینا حرام ہے، گو یا یہودی سے لیکن یہودی کے لیے یہ منع نہیں ہے۔یہ سب ایک گوئم لڑکے کے لیے ہے۔''

سیف Jp.92,1:''خدا نے یہودیوں کو تمام قوموں کے مال اور خون پر اختیار دیا ہے۔''

Choszen,Schulchan Aruch Hamiszpat 156:''جب ایک یہودی کسی غیر قوم کو اپنے شکنجے میں رکھتا ہے، تو دوسرا یہودی اسی غیر قوم کے پاس جا سکتا ہے، اُسے قرض دے سکتا ہے اور بدلے میں اُسے دھوکہ دے سکتا ہے، تاکہ غیر قوم میں برباد ہو جائیں۔ ایک غیر قوم کی جائیداد کے لیے۔ ہمارے قانون کے مطابق، کسی کا نہیں، اور جو پہلے یہودی گزرے گا اسے اس پر قبضہ کرنے کا پورا حق ہے۔''

شولچن آروچ، جو ہردیہ، 122:''ایک یہودی کے لیے کسی ایسے شراب کے گلاس سے پینا منع ہے جسے کسی غیر قوم نے چھوا ہے، کیونکہ چھونے سے شراب ناپاک ہو گئی ہے۔''

نیدارم 23b:''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ سال بھر میں کسی خاص شخص کی کوئی بھی نذر درست نہ ہو، وہ سال کے شروع میں کھڑا ہو اور اعلان کرے، ہر وہ نذر جو وہ آئندہ کرے وہ باطل ہو جائے گی، اس کی منتیں یہ ہیں۔......''

اختتامیہ......

غرض کہاں تک سنو گے کہاں تک سنائیں

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کو جانتے بوجھتے بدل دیتے ہیں اور پھر اُسے اللہ سے منسوب بھی کر دیتے ہیں۔اُن کے حوالے سے قرآن پاک میں بارہا وعید آئی ہے۔سورۃ البقرۃ کی آیت 79 میں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے:''تباہی ہے اُن لوگوں کی جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں پھر (لوگوں سے) کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے ذریعے تھوڑا سا فائدہ اٹھائیں۔ پس تباہی ہے اُن لوگوں کے لیے جو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا اور تباہی ہے اُن پر اُس کمائی کی وجہ سے جو انہوں نے کمائی۔''

اللہ تعالیٰ اُن مسلمانوں کو بھی ہدایت عطا فرمائے جو نادانستگی میں اسرائیل اور صیہونیوں سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(26 نومبر تا 4 دسمبر 2024ء)

جمعرات 28 نومبر: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

مکہ مکرمہ میں حاضری اور قیام: سفر عمرہ کے دوران مکہ مکرمہ میں قیام رہا۔ کئی احباب سے ملاقاتیں رہیں اور دعوتی گفتگو کا موقع بھی ملا۔

منگل 03 دسمبر: جدہ سے کراچی واپسی ہوئی۔

بدھ 04 دسمبر: کراچی سے لاہور آمد ہوئی۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور تنظیمی امور انجام دیے۔قرآنی نصاب کے حوالے سے ذمہ داریاں انجام دیں۔

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ ﷾ کا دورہ لکی مروت یونیورسٹی

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾، ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر عطاء الرحمٰن اور نائب ناظم اعلیٰ شرقی پاکستان جناب پرویز اقبال صبح 10 بجے ضلع لکی مروت پہنچے۔ رفیق تنظیم جناب ڈاکٹر کفایت اللہ نے کالج چوک پر اُن کا استقبال کیا اور انہیں گیسٹ ہاؤس لایا گیا۔ یونیورسٹی کے احاطے میں ایک پنڈال لگایا گیا تھا جہاں پر امیر محترم نے صبح 10:30 بجے ''علم کی اہمیت اور قرآن حکیم'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس اجتماع میں یونیورسٹی سٹاف، تقریباً 300 طلبہ اور 200 طالبات نے شرکت کی۔ امیر محترم کا خطاب تقریباً ایک گھنٹے کا تھا۔ امیر محترم کے خطاب کے بعد سوال وجواب کی نشست منعقد کی گئی جو تقریباً 15 منٹ پر محیط تھی۔ امیر محترم کے خطاب کے بعد مبتدی رفیق جناب ڈاکٹر کفایت اللہ نے جو لکی مروت یونیورسٹی کے فیکلٹی کے ڈائریکٹر ہیں، فیکلٹی کے ممبران کو سٹیج پر بلایا اور امیر محترم کو شیلڈ پیش کی۔ اس کے بعد امیر محترم ﷾ کو دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ اسلام آباد ائیرپورٹ کے لیے رخصت کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی وناصر ہو۔ (رپورٹ: سعید اللہ شاہ، معتمد حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی)

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام فلسطینی مسلمانوں کی حمایت میں مظاہرہ

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام فلسطینی مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ یکجہتی کے طور پر اور مسجد اقصیٰ کی آزادی کے لیے، پشاور پریس کلب کے سامنے دوپہر 12 بجے ایک احتجاجی مظاہرے کا انعقاد کیا گیا۔ اس مظاہرے میں 78 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔

مظاہرین سڑک پر دونوں اطراف میں کھڑے رہے تاکہ ٹریفک کی روانی میں خلل نہ پڑے۔ انہوں نے ہاتھوں میں پلے کارڈز اور بینرز اُٹھا رکھے تھے۔ کچھ رفقاء کو ہینڈ بلز تقسیم کرنے پر مامور کیا گیا تھا۔ اس پُرامن مظاہرے کے لیے ساؤنڈ سسٹم کا بھی بندوبست کیا گیا تھا۔ مظاہرے سے جناب فضل باسط ناظم تربیت حلقہ اور جناب محب الرحمٰن رفیق مقامی تنظیم پشاور غربی نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں فلسطینیوں کی ہر ممکن مدد کرنی چاہیے اور انہیں مالی امداد فراہم کرنی چاہیے۔ انہوں نے مسلمان ممالک پر زور دیا کہ وہ فلسطین کے مسلمانوں کی ہر ممکن مدد کریں۔

مظاہرے کے دوران انتظامیہ اور میڈیا کے افراد نے بھرپور تعاون کیا۔ GNN، ARY NEWS، DAWN NEWS، ایک نیوز اور دیگر نیوز چینلز نے امیر حلقہ جناب شمیم خٹک، جناب عابد محمود ایڈووکیٹ، جناب حبیب الرحمٰن اور جناب محمد یاسر حلیم کے تاثرات ریکارڈ کیے۔ انتظامیہ نے بھی امیر حلقہ سے گفت وشنید کرکے اپنے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

امیر حلقہ جناب شمیم خٹک نے اختتامی خطاب میں تمام رفقاء واحباب کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے علاوہ پریس/میڈیا سے وابستہ افراد اور انتظامیہ کے تعاون کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم اسرائیل نواز کمپنیوں کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ اپنے علاقے کے سٹورز مالکان کو ترغیب وتشویق دلائیں کہ اپنے سٹورز پر ایسے تمام ممالک جو کہ اسرائیل کی مدد کرنے میں مصروف عمل ہیں، کی مصنوعات نہ رکھیں۔ اسی طرح علمائے کرام اور ائمہ مساجد وخطباء سے ملاقاتوں کا اہتمام کرنا چاہیے اور اس سے درخواست کرنی چاہیے کہ اجتماعی طور پر فلسطین کے مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ مزید ان سے گزارش کرنی چاہیے کہ قنوت نازلہ کا اہتمام کریں۔ دعا پر مظاہرے کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: سعید اللہ شاہ، معتمد حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی)

حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ اور جنرل مرزا اسلم بیگ

اس سوال کے جواب میں کہ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ یہ رپورٹ عام کر دی جائے، آخر اس رپورٹ میں ایسی کیا بات ہے، جسے چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے؟ مرزا اسلم بیگ نے کہا:

''میں نے اس رپورٹ کا خود مطالعہ کیا ہے، اس رپورٹ میں ہماری سیاسی، عسکری اور سفارتی خامیوں کی صحیح نشاندہی کی گئی ہے، یہ ضروری ہے کہ اس رپورٹ کو شائع کر دیا جائے تاکہ ہم اپنی غلطیوں سے سبق سیکھیں اور اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو دور کرسکیں۔ اس وقت میرے لیے اس رپورٹ کی تفصیلات بتانا مناسب نہیں۔ یہ ذمہ داری حکومتِ پاکستان کی ہے کہ وہ اس رپورٹ کو شائع کرنے کا اہتمام کرے۔ اس رپورٹ کی اشاعت سے کسی خرابی کا امکان نہیں اور 25 سال گزرنے کے بعد تو اب اس سے نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہوگا۔'' (مرزا اسلم بیگ کے ایک انٹرویو سے ماخوذ)

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

الربا نوعان: نوع حرم لما فيه من المفسدة و هو ربا النسيئة 'و نوع حرم تحريم الوسائل 'و سداً للذرائع (اعلام الموقعين: ج۲'ص۱۳۴)

ترجمہ: ''ربا کی دو قسمیں ہیں: ایک ربا النسیئہ جو ذاتی خرابی کی وجہ سے حرام کیا گیا ہے اور دوسری وہ قسم ہے جو اس لیے حرام کی گئی کہ یہ ربا النسیئہ کا ذریعہ نہ بن سکے۔''

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایک جنس کی دو اشیاء کی آپس میں بیع یا تبادلہ کی ضرورت صرف اس وقت پیش آتی ہے جبکہ اتحادِ جنس کے باوجود ان کی قسم اور معیار مختلف ہوں' مثلاً چاول' گندم یا سونے کی ایک قسم کی بیع یا تبادلہ دوسری قسم سے ہو اور اس صورت میں دونوں اقسام کے معیار میں فرق ہو۔ اس صورتحال کے ازالہ کے لیے حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی حضور ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ ہے:

جاء بلال بتمر برني، فقال له رسول الله ﷺ: من اين هذا؟ فقال بلال: تمر كان عندنا ردي ' فبعث منه صاعين بصاع لمطعم النبي ﷺ، فقال رسول الله عند ذلك: ((أوه ! عين الربا ' لا تفعل' ولكن اذا أردت ان تشتري التمر فبعه ببيع أخر، ثم اشتر به))۔ لم يذكر ابن سهل في حديثه: "عند ذلك" (صحيح مسلم'كتاب البيوع'باب بيع الطعام'رقم: ۴۰۷۳)

ترجمہ: ''ایک دفعہ حضرت بلال ؓ حضور ﷺ کی خدمت میں برنی کھجوریں لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کہاں سے لائے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس گھٹیا قسم کی کھجور تھی' میں نے وہ دو صاع دے کر ایک صاع خرید لی' تو آپ ﷺ نے تعجب کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا کہ قطعی سود۔ ایسا ہرگز نہ کیا کرو اور تمہیں اچھی کھجوریں خریدنی ہوں تو اپنی کھجوریں درہم یا کسی اور چیز کے عوض بیچ دو' پھر اس کی قیمت سے اچھی کھجور خرید لو۔'' (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 958 دن گزر چکے!

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- یونیورسٹی آف آکسفورڈ میں آکسفورڈ یونین کے زیر اہتمام ”اسرائیل: نسل کش ریاست“ کے عنوان سے ایک مباحثہ منعقد ہوا۔ پاکستان کی جامعات اور اسکولز میں بھی ان موضوعات پر مباحثوں کا انتظار ہے۔
- اطلاعات کے مطابق فرانس نے عالمی فوجداری عدالت کے فیصلے پر متعدد بار یوٹرن لینے اور سخت تنقید کے بعد ”اصولی موقف“ اختیار کرلیا ہے۔ ترجمان برائے وزارتِ خارجہ کرسٹوف لیمونی نے کہا ہے کہ ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ عالمی قانون کی پاسداری کریں اور عالمی فوجداری عدالت کے فیصلوں کا احترام کریں۔ دوسری طرف ملائیشیا کے وزیر اعظم نے اس فیصلے کے بعد اسرائیل کا اقوامِ متحدہ سے بطور ریاست اخراج کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔
- امریکا کے نو منتخب صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا ہے کہ اگر غزہ میں یرغمال بنائے گئے افراد کو 20 جنوری 2025ء سے پہلے رہا نہ کیا گیا تو مشرق وسطیٰ میں سنگین نتائج بھگتنا ہوں گے۔ اس صورتحال میں بڑا سوال یہ اٹھتا ہے کہ غزہ میں گزشتہ ایک سال سے جاری اسرائیلی مظالم کے نتیجے میں اب تک جو 44,466 معصوم افراد، جن میں بچے، خواتین اور بوڑھے شامل ہیں، شہید ہو چکے ہیں۔ 105358 افراد زخمی ہیں، 35,000 بچے یتیم ہو چکے ہیں، اور ہزاروں بے گناہ افراد قابض صہیونیوں کی جیلوں میں قید ہیں، ان مظلوموں کے لیے نہ کسی نے اسرائیل کو دھمکی دی اور نہ ہی کوئی عملی اقدامات کیے گئے۔ کیا یہ دہرا معیار نہیں؟
- غزہ میں جاری نسل کشی کی مذمت میں دنیا بھر میں جمعہ 29 نومبر، ہفتہ 30 نومبر، اور اتوار یکم دسمبر کو ”یومِ یکجہتی فلسطین“ کے طور پر منایا گیا۔
- پاکستان کے صدر آصف علی زرداری نے غزہ میں اسرائیلی جارحیت کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے فلسطینی عوام کی نسل کشی بند کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ جبکہ وزیر اعظم پاکستان شہباز شریف نے فلسطینی عوام کے ساتھ یکجہتی کے عالمی دن کے موقع پر پیغام میں کہا ہے کہ فلسطینی عوام کے حق خود ارادیت کے لیے پاکستان کے عوام اور حکومت کی غیر متزلزل حمایت جاری رہے گی۔ پاکستان عالمی برادری سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فوری اور فیصلہ کن کارروائی کرے تاکہ اسرائیل کے مظالم کو فوری طور پر روکا جاسکے۔

غزہ ورچوئل کفالت یتامیٰ پروگرام عطیہ دہندگان کو موقع دیتا ہے کہ وہ نہ صرف مالی امداد کریں بلکہ ان بچوں سے براہِ راست رابطہ بھی رکھیں جن کی وہ کفالت کر رہے ہیں۔ ہر عطیہ دہندہ ایک بچے کی کفالت کا ذمہ دار ہوگا۔ ایک بچے کی کفالت کا خرچ ماہانہ 100 ڈالر ہے۔ یہ رقم کھانے، تعلیم اور دیگر ضروری اخراجات کو پورا کرے گی۔ عطیہ دہندگان اپنے زیرِ کفالت بچوں سے ویڈیو کال کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں اور ان کی نشوونما میں شریک ہو سکتے ہیں۔

اس حوالے سے دلچسپی رکھنے والے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کریں۔

ایڈمن فرینڈز آف فلسطین: 00923158793683

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- مصر

غزہ میں جنگ بندی کے لیے حماس کا وفد قاہرہ پہنچ گیا: لبنان کے بعد غزہ میں جنگ بندی کی کوششوں کے سلسلے میں حماس وفد خلیل الحیہ کی سربراہی میں دارالحکومت قاہرہ پہنچ گیا ہے۔

- سعودی عرب

مسجد الحرام کے اطراف تمباکو مصنوعات پر مکمل پابندی: مکہ مکرمہ میونسپلٹی کے ترجمان اسامہ زیتونی نے میڈیا سے گفتگو میں بتایا کہ مسجد الحرام کے اطراف میں تمباکو مصنوعات کی فروخت پر مکمل پابندی عائد ہے۔ مکہ مکرمہ کے دیگر محلے جو مرکزی علاقے کی حدود سے باہر ہیں وہاں تمباکو مصنوعات کی فروخت کے لیے ضوابط مقرر کیے گئے ہیں جن کے تحت جو دکان 100 مربع میٹر سے کم رقبے پر ہوگی اسے سگریٹ وغیرہ فروخت کرنے کی اجازت نہیں۔

- شام

بشارالاسد کی رہائش گاہ پر قبضہ: صوبہ حلب میں باغیوں نے صدر بشارالاسد کی رہائش گاہ پر قبضہ کرلیا۔ روسی اور شامی فضائیہ کی جانب سے باغیوں کو پسپا کرنے کے لیے فضائی حملے کیے گئے۔

- بنگلہ دیش

سابق وزیر اعظم کا بیٹا بری: 2004ء میں سیاسی ریلی پر گرنیڈ حملے کے کیس کی سماعت کے دوران بنگلہ دیش ہائی کورٹ نے 2018ء کے فیصلے کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے سابق وزیر اعظم خالدہ ضیا کے بیٹے طارق رحمٰن اور دیگر 48 افراد کو گرنیڈ حملہ کیس میں بری کر دیا۔ طارق رحمٰن پر شیخ حسینہ کے حامیوں کی ریلی پر دستی بم حملے کا الزام تھا اور طارق رحمٰن کو عمر قید اور 19 ملزمان کو سزائے موت سنائی گئی تھی جبکہ طارق رحمٰن خود ساختہ جلاوطنی کاٹتے ہوئے لندن میں مقیم ہیں۔

- ایران

امن کے لیے امریکہ سے مشروط بات چیت پر آمادہ: نائب صدر برائے سٹریٹجک امور محمد جواد ظریف نے امریکی جریدے میں لکھے مضمون میں کہا ہے کہ ایرانی صدر آگاہ ہیں کہ دنیا پوسٹ پولر دور میں داخل ہو رہی ہے۔ اس دور میں مقابلہ اور تعاون دونوں ایک ساتھ کیے جا سکتے ہیں۔ ایرانی صدر نے لچکدار خارجہ پالیسی اپنائی، تعمیری ڈائیلاگ کو ترجیح دی۔ ایرانی صدر امریکہ سے تناؤ میں کمی کے لیے کام کرنے کو بھی تیار ہیں اور امریکہ سے جوہری معاہدے، دیگر امور پر برابری کی بنیاد پر مذاکرات کے لیے پُرامید ہیں۔

- روس

قرآن مجید کی بے حرمتی کے مجرم پر غداری بھی ثابت: گزشتہ برس روس سے ملحقہ علاقے کرائمیا سے تعلق رکھنے والے 20 سالہ نوجوان نیکیتا زواویل کو چیچنیا میں مسجد کے سامنے قرآن مجید کی بے حرمتی کے جرم میں 3 سال 6 ماہ قید کی سزا سنائی گئی تھی۔ روس نے پچھلے ماہ نوجوان کو واپس روس بلا کر یوکرائن کے لیے جاسوسی کے الزام میں غداری کا مقدمہ چلایا۔ اُس کی سزا میں اب مزید 13 سال کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

- ناجائز صہیونی ریاست (اسرائیل)

انسانی جسم تحلیل کرنے والے ہتھیار کا استعمال: غزہ کے محکمہ صحت کے ڈائریکٹر نے انکشاف کیا ہے کہ اسرائیلی افواج انسانی جسم تحلیل کرنے والے ممنوع ہتھیار استعمال کر رہی ہیں جن سے لاشیں بخارات بن جاتی ہیں۔

Russia's new Hybrid Nuclear Weapons doctrine

In response to the US allowing Ukraine to use ATACMS missile systems to strike deep inside Russia, Moscow updated its nuclear doctrine on November 19. It broadened the circumstances under which it might deploy nuclear weapons. The revised policy, formalized in a presidential decree, continues to emphasize nuclear deterrence as a last resort. There are however, two important changes that introduce two additional scenarios.

The first permits nuclear retaliation in response to large-scale aggression involving conventional forces if such an attack threatens the very existence of the Russian state.

The second scenario authorizes the use of nuclear weapons to defend its allies, provided the attack on them is supported by nuclear-capable states.

While the first scenario is quite understandable and conventional, the second amendment to Russia's nuclear doctrine is unique and hybrid. It has the potential to drastically reshape the geopolitical balance of power.

The second amendment provides a political framework for Russia to offer its nuclear "services" to non-nuclear states. Russia's inclusion of the term "allies" in a broad sense allows it to interpret and re-interpret its nuclear doctrine in a global manner. Moscow can now add a nuclear component to its geopolitical pursuits.

Even though many media outlets interpreted its "allies" to mean Belarus, this is merely their opinion. It has with no influence on Russia's nuclear doctrine. It seems Russia deliberately left the term "ally" ambiguous. By infusing nuclear ambiguity into its external alliances, this vagueness raises serious questions. By leaving the term "allies" deliberately vague, Russia creates room to leverage nuclear deterrence as a geopolitical bargaining chip, potentially offering "nuclear guarantees" to other states where it has vested interests. Could it be that in a few years, Russia might include Syria under its nuclear umbrella?

Just as Belarus is functioning as Russia's springboard into Europe, Russian military presence in Syria is Moscow's springboard into West Asia. Russian forces are present in Syria in an active role and are not going to leave anytime soon. While it is premature to claim that this is exactly what Russia will do, it cannot be excluded either.

Considering that Russia is in the process of signing strategic cooperation agreements with Pakistan and Iran, it is not unrealistic to assume that it will include the nuclear field as well. Could it be that Russia will assist or enable Iran to go fully nuclear and Pakistan to proliferate its nuclear stockpile?

None of this can be dismissed as pure speculation because Russia is clearly reframing its nuclear politics. The expansion of the nuclear umbrella towards allies brings the world into uncharted territory.

Russia's revised nuclear doctrine represents a hybrid strategy blending traditional deterrence with modern geopolitical ambitions. By extending nuclear protection to allies—real or potential—Russia not only strengthens its global influence but also reshapes the norms governing nuclear weapons.

It should also be noted that Moscow considers the regions of the former Soviet Union as its privileged sphere of influence.Russia's determined actions in Ukraine, Georgia and Azerbaijan show that the Kremlin will not hesitate in keeping it this way and its geopolitical nuclear framing should not be dismissed as bravado. Moscow can easily apply the new nuclear doctrine in Central Asia.

Offering nuclear protection to countries like Kazakhstan or Uzbekistan will further solidify its influence in this vital region. Whatever the exact steps Russia might take in its use of nuclear doctrine as part of its foreign policy, one thing is clear: western regimes no longer have a monopoly on restructuring the global security architecture."

Courtesy: ***https://crescent.icit-digital.org/articles/russia-s-new-hybrid-nuclear-weapons-doctrine***

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.47

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore